۱۴/۸

ہفت روزہ

# خدام الدین

لاہور

بیادگار: شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی

شیرانوالہ دروازہ لاہور

یکم ربیع الثانی ۱۳۸۸ھ

۲۸ جون ۱۹۶۸ء

یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین ◉ لاہور

۲۵ پیسے

# صد احادیث نبوی ؐ

جامع شریعت وطریقت وتاج العلماء والصلحاء حضرت مولانا بشیر احمد پسروری مدظلہ

۸۔ حضرت ابن عباس رضؓ سے روایت ہے کہ سب سے پہلے جس نے کھیتی باڑی اور کپڑا بُننے کا کام کیا وہ حضرت آدم علیہ السلام تھے۔ حضرت ادریسؑ درزیوں کا کام، حضرت نوحؑ بڑھئی کا کام اور حضرت ہودؑ تجارت کا کام کرتے رہے۔ اور حضرت ابراہیم اور حضرت شعیب راعی تھے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام چٹائیاں بنایا کرتے تھے۔ حضرت سیدالمرسلین ہادی عالم صلی اللہ علیہ وسلم بے مثل بہادر تھے۔ جَعَلَ رِزْقَہٗ تَحْتَ رُمْحِہٖ یعنی میرا رزق اللہ تعالٰے نیزہ کی نوک تلے رکھا ہے۔

۹۔ عن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لَمَّا اَذْنَبَ اٰدمُ الذَّنْبَ رَفَعَ رَاْسَہٗ الی السّماء فَقَالَ اسئلك بِحَقِّ مُحَمَّدٍ فَاَوْحَی اللّٰہ الیہ وَمَنْ محمدٌ۔ فَقَالَ تبارَكَ اسمكَ لَمَّا خَلَقْتَنِیْ رَفَعْتُ رَاْسی الی عَرْشِكَ فَاِذَا فِیْہِ مکتوبٌ لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ فَعَلِمْتُ انّہٗ لیس اَحَدٌ اعظم عندكَ قدراً منہ۔ فَاَوْحَی اللّٰہُ الیہ یا اٰدم اِنّہٗ اٰخر النبی من ذُرِّیَّتِكَ۔ ولولاہٗ ما خلقتكَ۔

ترجمہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب سیدنا حضرت آدم علیہ السلام سے خطا ہوئی تو انہوں نے آسمان کی طرف سر اٹھا کر اللہ کے سامنے التجا کی کہ اے اللہ! حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طفیل میری خطا معاف فرما دے۔ اللہ تعالٰے نے فرمایا۔ کہ تجھے ان کا علم کیسے ہوا۔ حضرت آدمؑ نے کہا اے اللہ! (تو بہت بڑی عظمت والا اور تیرے نام کی سب برکتیں ہیں) جب تو نے مجھے پیدا کیا تو میری نظر عرش پر پڑی۔ میں نے عرش معلّٰی کے میناروں پر جلی حروف میں کلمہ طیبہ لکھا ہوا دیکھا تب میں نے یقین کر لیا کہ تیرے دربار میں سب سے بڑھ کر وہی عزت عظمت والے ہیں اس لئے ہیں نے ان کے نام کا وسیلہ بنایا۔ اللہ تعالٰے نے فرمایا کہ ہاں وہ بے شک تیری نسل کے آخری نبی ہیں۔ اگر میں ان کو پیدا نہ کرتا تو تجھے بھی پیدا نہ کرتا۔ (ج ۱ ص۵۸)

۱۰۔ عن الحسن قال اوّل من مات اٰدم علیہ السلام لمّا حضرتہٗ بالوفاۃ ارسل اللّٰہ الیہ بکفنٍ وحنوطٍ من الجنۃ فلمّا رأتْ حوا الملائکۃ جزعتْ فقال خلّی بینی و رُسُلَ ربّی فما لقیتُ الذی لقیتُ الا منكِ ولا اصابنی الذی اصابنی الا منكِ فلمّا قبضوا رُوحَہٗ غسلوہ وحنطوہٗ وکفّنوہٗ ثمّ صلّوا وکبّروا اربع تکبیراتٍ۔ ثُمَّ حفروا لہٗ ودفنوہٗ ثمّ قالوا یا بنی اٰدم ھٰذہٖ سُنَّتُکُم فکذا لکم فافعلوا وحمل جنازتہٗ خمسون ومأۃُ رجلٍ من نبیہٖ ویکفّن فی الجنۃ ابو محمد عن مجاھد قال قبرُ اٰدم فی مسجد الخیف و حوا بجدّہٖ و بَلَغَ ولدہٗ فی حیاتہٖ اربعین الفاً ولد ولا ولدہٗ (ص۶۱-۶۲)

ترجمہ: حضرت حسن اور حضرت مجاہد سے روایت ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام جب ایک ہزار برس عمر پا کر فوت ہوئے تو ان کی اولاد کی تعداد بیٹے اور بیٹیوں کی طرف سے چالیس ہزار تک پہنچ چکی تھی۔ جب ان کی وفات کا وقت قریب آیا تو حضرت حوّا ان کی جدائی میں بے قراری سے رونے لگی۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالٰے کے فرشتے آئے ہوئے ہیں اس لئے تو مجھ سے علیحدہ ہو جا۔ (اس کے بعد) فرشتوں نے روح مبارک کو قبض کیا اور جنت سے لائے ہوئے کفن میں کفنا کر جنت کی خوشبو سے معطر کر کے جنازہ پڑھا اور اس میں چار تکبیریں ہی پڑھیں پھر معزز فرشتوں نے قبر کھودی اور دفن کیا اور پھر اعلان کیا کہ اے اولاد آدمؑ (قیامت تک) کفن دفن کے لئے تمہارا بھی طریقہ ہے۔ آنے والوں کو اسی طرح غسل دیا کرو اور جنازہ پڑھا کرو۔ پھر دفنایا کرو۔

## بے عمل عالم کا انجام

۱۱۔ عن انسٍ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم رَأَیْتُ لیلۃ اُسْرِیَ بی رِجَالاً تُقْرَضُ شفاھھم بمقاریض من نارٍ کُلَّمَا قُرِضَتْ رَجَعَتْ فَقُلْتُ لجبرائیل مَنْ ھٰؤُلاءِ قال ھٰؤُلاءِ خُطَبَاءُ اُمَّتِكَ کانوا یأمرون الناس بالبرّ ویَنْسَوْنَ انفسھم۔

ترجمہ: حضرت انس سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے معراج کی رات جہنم میں کچھ ایسے لوگ دیکھے جن کے لب قینچی کے ساتھ کاٹے جاتے تھے کٹنے کے بعد وہ مل جاتے تھے، پھر کاٹے جاتے تھے پھر مل جاتے۔ اسی طرح یہ عذاب میں مبتلا تھے۔ میں نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں۔ حضرت جبرائیلؑ نے جواب دیا کہ یہ آپؐ کی امت کے بے عمل پیر اور بے عمل واعظ ہیں۔ یہ لوگوں کو برائی سے روکتے، اللہ کی طرف بلاتے لیکن خود اس پر عمل نہ کرتے تھے۔

۱۲۔ عن ابن عمرؓ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم مَنْ دَعَی النَّاسَ اِلٰی قولٍ او عملٍ وَلَمْ یَعْمَلْ بہٖ لم یزل فی سخط اللّٰہ تعالٰی حتّٰی یعمل بما قال ودعی الیہ۔

ترجمہ: حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص بھلائی کی طرف دوسروں کو بلاتا ہے اور برائی سے روکتا ہے۔ لیکن خود اس کا عمل اس کے مطابق نہیں تو ایسا انسان اس وقت اللہ تعالٰے کے غضب اور ناراضگی میں رہتا ہے۔ جب تک کہ اپنا قول و عمل برابر نہ کر لے۔ (ص۴۵)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ایڈیٹر
مناظر حسین نظر
ٹیلیفون
۶۷۵۴۵

ہفت روزہ
خدام الدین
لاہور

سالانہ
گیارہ روپے
ششماہی
چھ روپے

| جلد ۱۴ | یکم ربیع الثانی ۱۳۸۸ھ مطابق ۲۸ جون ۱۹۶۸ء | شمارہ ۸ |
|---|---|---|

# بے روزگاری

بے روزگاری اور مہنگائی ملک میں جس تیزی کے ساتھ بڑھ رہی ہے اسے دیکھ کر کلیجہ منہ کو آتا ہے۔ جس طرف دیکھو لوگ بے روزگاری اور معاشی پریشانیوں کا شکار نظر آتے ہیں، اخبارات میں آئے دن معاشی مشکلات کے ماروں کی خودکشی کی وارداتیں نگاہوں سے گذرتی رہتی ہیں کوئی ایک اسامی کسی دفتر میں ملازمت کے لئے نکلتی ہے تو ہزاروں درخواستیں پہنچ جاتی ہیں۔ اور یہ دیکھ کر حیرت کی انتہا نہیں رہتی کہ چپڑاسیوں تک کی ملازمتوں کے لئے ایف، اے اور بی، اے پاس امیدوار درخواستیں گذارتے دکھائی دیتے ہیں اور بعض جگہ فی الواقعہ ایف اے اور بی اے پاس افراد چپڑاسیوں کی اسامیاں پُر کئے ہوئے ہیں۔ خود مرکزی حکومت اور پاکستان اکنامکس سروے رپورٹ کے مطابق مغربی پاکستان میں تندرست اور اچھے بھلے بیس فیصد افراد بے روزگار ہیں۔ اور اگرچہ یہ رپورٹ اصل صورت حال کے مقابلہ میں صرف ایک محتاط اندازہ ہی قرار دی جا سکتی ہے۔ مگر پھر بھی اس اندازے کے مطابق گویا ہر پانچ میں سے ایک شخص بے روزگار ہے۔ چنانچہ واضح ہے کہ ملک میں بے روزگاری کی رفتار تشویشناک ہے اور اگر حکومت نے اس مسئلہ کی طرف فوری توجہ نہ دی تو اس سے بالآخر امن عامہ متزلزل ہو کر رہ جائے گا اور طرح طرح کے لاینحل مسائل پیدا ہو جائیں گے۔ پھر اس صورت میں جب کہ ملک میں مہنگائی بھی شباب پر ہو۔ اس خطرہ کی شدت اور بھی بڑھ جاتی ہے کہ بے روزگاری کوئی فوری خطرناک شکل اختیار نہ کر لے اور ظاہر ہے کہ موجودہ وقت میں مہنگائی بے حد بڑھ چکی ہے۔ اور اشیائے صرف اور ضروریات زندگی کی قیمتیں آسمان سے باتیں کر رہی ہیں —— مزید برآں اس صورتِ حال کے گھناؤنے پن میں رشوت ستانی اور کنبہ پروری کی لعنت نے بھی بے انتہا اضافہ کر دیا ہے۔ چنانچہ اس کے نتیجہ میں اگر روزگار کسی کو ملتا بھی ہے تو وہ انہی لوگوں کو ملتا ہے جن کے گھروں میں پہلے ہی دولت کی فراوانی ہے یا وہ کھاتے پیتے اور با اثر افراد ہیں۔ اس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ غربت میں اضافہ ہوتا چلا جا رہا ہے اور ملک کی دولت' تجارت و صنعت اور ملازمت غرضکہ ہر ذریعے سے ہی چند گھرانوں یا خاندانوں میں منتقل ہو رہی ہے۔ اور بھوک اور افلاس میں بڑی شدت سے اضافہ ہو رہا ہے۔

ان حالات میں ہماری مخلصانہ رائے ہے اور وقت کا یہ اہم ترین اور فوری تقاضا ہے کہ حکومت بے روزگاری کے تدارک اور خاتمے کے لئے سر توڑ کوشش کرے، عوام کی قوتِ خرید بڑھائے' مہنگائی کا قلع قمع کرے اور رشوت ستانی کی لعنت کو ختم کر کے دم لے۔ حکومت کو چاہئے کہ وہ جلد از جلد ملک بھر میں بے روزگاروں کا سروے کرائے اور ان کے باقاعدہ اعداد و شمار جمع کر کے ایک مؤثر اور جچی تلی منصوبہ بندی کے تحت اس مسئلہ کو حل کرے اور بے روزگاروں کے لئے روزگار فراہم کرے۔

## مثالی اقدام۔

حکومت مغربی پاکستان نے جنرل موسیٰ خان گورنر صوبہ کے احکام کے تحت غنڈوں اور بدمعاشوں کے خلاف پچھلے ڈیڑھ دو مہینے کے دوران جو مہم چلائی ہے عوام و خواص اُسے خراج تحسین پیش کر چکے ہیں اور اس کے اچھے اثرات کا اعتراف کرنے میں کسی نے بخل سے کام نہیں لیا۔ مگر یہ حقیقت اپنی جگہ ہے اور ہم اپنی کسی گذشتہ اشاعت میں اس کا اظہار بھی کر چکے ہیں۔ کہ بعض پولیس افسران کی کوتاہی کے باعث غنڈہ گردی اور بدمعاشی کا کما حقہ انسداد نہیں ہو سکا اور پولیس افسران جو کچھ کہتے رہے ہیں اس میں مبالغہ آرائی کا عنصر بھی یقیناً کار فرما تھا۔ چنانچہ ہمارے اس خیال کی تائید اس واقعہ سے ہوتی ہے کہ چند دن ہوئے لاہور پولیس کے فرض شناس اور دلِ درد مند رکھنے والے سربراہ الحاج حبیب الرحمٰن خان صاحب کو اطلاع دی گئی کہ بدنام غنڈوں کی گرفتاری کے باوجود ان کے وہ رسوا کن اڈے بدستور جاری ہیں جہاں شراب اور دوسری منشیات کا کاروبار ہوتا ہے۔ ایس ایس پی نے یہ شکایت سن کر خود اس کا جائزہ لیا اور بھیس بدل کر ان اڈوں پر کاروبار ہوتے دیکھا تو انہوں نے تین متعلقہ پولیس افسران کو لائن حاضر کرنے اور ان کے خلاف محکمانہ کارروائی کرنے کا حکم جاری کر دیا۔

ہمارے نزدیک ایس ایس پی لاہور کا یہ اقدام بلاشبہ ایک مثالی حیثیت رکھتا ہے اور دوسرے اضلاع کے پولیس سربراہوں کے لئے قابل تقلید ہے۔ ہم انہیں ان کی اس فرض شناسی پر ہدیۂ تبریک پیش کرتے ہیں اور دوسرے افسران کو اپنے اپنے حلقۂ کارکردگی میں اس طریق کار کو اپنانے کی تلقین کرتے ہیں اور ہمیں یقین ہے کہ اگر اعلیٰ حکام اس طرح گاہے گاہے رازداری کے ساتھ عوامی شکایات کی تحقیقات کرنے کی زحمت گوارا کرتے رہیں تو نہ صرف سرکاری اداروں کی کارکردگی کا معیار بہتر ہو جائے گا بلکہ انتظامیہ کے بارے میں رائے عامہ کے خیالات و تاثر میں بھی خوشگوار تبدیلی پیدا ہونے کا آغاز ہو جائے گا اور بہت سی بُرائیاں اپنی موت مر جائیں گی۔

**مجلس ذکر** منعقدہ شاہی جامع مسجد بیگم پورہ لاہور: بروز ہفتہ ۱۰ ربیع الاول ۱۳۸۸ھ مطابق ۱۵ جون ۱۹۶۸ء

# رحمتِ دو عالم 

از حضرت مولانا عبید اللہ انور دامت برکاتہم
مرتبہ: محمد عثمان غنی

الحمد للہ وکفیٰ وسلامٌ علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ: امّا بعد:
فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم:۔

یٰۤاَیُّھَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا۔ (پ ۹ س اعراف ع ۱۰ - آیت ۱۵۸)

ترجمہ: اے لوگو! میں رسول ہوں اللہ کا تم سب کی طرف۔

## مقصودِ کائنات

بزرگانِ محترم و معزز خواتین!

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم قیامت تک سب کے لئے آنکھوں کے نور، دل کے سرور اور نسلِ انسانی کے نجات دہندہ ہیں۔ حقیقت یہ ہے جیساکہ ارشادِ نبویؐ بھی ہے لَوْلَاکَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاکَ: کہ اگر اللہ تعالےٰ نے اپنے حبیبؐ کو دنیا میں بھجوانا نہ ہوتا تو اس جہانِ آب و گل کی تخلیق ہی نہ فرماتے ؎

ہزار بار بشویم دہن زمشک و گلاب
ہنوز نام تو گفتن کمال بے ادبی ست

؎

ادب گاہیست زیرِ آسماں از عرش نازک تر
نفس گم کردہ می آیند جنید و بایزید ایں جا

## شفیعِ روزِ محشرؐ

بخاری و مسلم میں موجود ہے کہ جب اللہ تعالےٰ اس جہان کو نیست و نابود کر دیں گے اور پہاڑ ریزہ ریزہ ہو چکے ہوں گے۔ اس وقت کوئی نہیں جو دم مار سکے گا۔ اس وقت سب آپؐ ہی کی طرف جا کر اپنی درخواست پیش کریں گے ؎

تیرا در ہو میرا سر ہو میرا دل ہو تیرا گھر ہو
تمنا مختصر سی ہے مگر تمہید طولانی
بصد انداز یکتائی بغایت شان زیبائی
امینؐ بن کر امانت آمنہؓ کی گود میں آئی

انسانوں کے لئے انتہائی پریشانی کے ان اوقات میں جبکہ ساری نسلِ انسانیت اپنی نجات کے لئے سوائے انبیاء کے کسی کی طرف نگاہ بھی نہ اٹھا سکے گی اور انبیاءِ سابقین میں سے کوئی اس منصب کے لئے اپنے آپ کو تیار نہ پا کر مجبوراً ایک سے دوسرے کی طرف انسانوں کو اس پریشانی کے مداوا کے لئے اشارہ کریں گے اور وہ اپنے بجائے دوسرے کی طرف تا آنکہ اولوالعزم انبیاء میں سے حضرت ابراہیم و حضرت مسیح علیٰ نبینا و علیہم الصلوٰۃ والسلام بھی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی طرف نگاہیں اٹھائیں گے اور حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم شافع مطلق کے منصب کی بناء پر جو حق تعالیٰ نے تجویز فرما رکھا ہے سجدہ ریز ہوں گے اور حق تعالےٰ استفسار فرمائیں گے تو حضورؐ جواب میں فرمائیں گے کہ جن میں ایمان کی رمق موجود ہے اور اپنے گناہوں کی پاداش میں جہنم میں چلے گئے ہیں مجھے اجازت دی جائے کہ انہیں لاؤں۔

## بشارت اور نصیحت

آپ حضرات خوش قسمت ہیں کہ اللہ تعالےٰ کے سب سے زیادہ پیارے نبیؐ کی ولادت کی یاد تازہ کرنے کے لئے یہ مجلس ذکر منعقد کی ہے۔ بجائے اس کے کہ ہم سال میں ایک دن یا ایک ماہ حضورؐ کی یاد تازہ کریں۔ زندگی کے ہر مرحلے میں اور شب و روز کی ہر ساعت اور ہر لمحے میں آپؐ کی تازہ رہنا چاہئے۔

**ہمارا عقیدہ** ہمارا عقیدہ ہے کہ محبوب رب العالمینؐ کے وجودِ مسعود کا اطہر و اقدس حصہ زمین کے جن پاکیزہ ذرات سے مس کر رہا ہے ان کا درجہ عرش و فرش سب سے بڑھ کر ہے۔

## ایک ولی اللہ کا انکشاف

اللہ کے ایک مقبول ولی نے مدینہ طیبہ میں بتایا کہ جنابِ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا وجودِ مقدس مدینہ منورہ کی جس سطحِ زمین میں اس وقت موجود ہے کبھی موقعہ ملے تو آپ دیکھیں کہ حدودِ مدینہ کے اندر اس حصۂ خاص کی رنگت اور خوشبو دوسرے ذرات سے خاصی مختلف ہے

## میرا ذاتی مشاہدہ

خدا کی قدرت کہ مجھے ایک دفعہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی معیت میں ایسے ہی ایک موقعہ پر حرمین الشریفین کی حاضری کا شرف حاصل ہوا کہ جب حرمین کی توسیع ہو رہی تھی، اور مدینہ منورہ میں مسجدِ نبویؐ کی توسیع کے لئے اطراف و جوانب میں جگہ جگہ مکانات اور دکانیں پیوندِ زمین ہو رہی تھیں اور سڑکوں کی تعمیر و توسیع کے سلسلے میں بڑی تیزی سے کھدائی ہو رہی تھی تو مجھے بیسیوں جگہ اس آزمائش کا موقع ملا۔ سو واقعہ یہ ہے کہ میری ناقص اور ناچیز رائے میں اُن کا فرمودہ برحق تھا اور ان گنہگار آنکھوں نے دسیوں جگہ اس کیفیت کا بطورِ خاص مشاہدہ کیا اور بعض اپنے احباب کو اس موقعہ پر دکھانے اور مشاہدہ کرانے کا موقعہ ملا تو انہوں نے بھی اس کی توثیق و تائید فرمائی۔

## نبیٔ رحمتؐ (چار ثبوت)

حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم بلاشبہ ساری کائنات کے لئے نبیٔ رحمت ہیں۔

(۱) چنانچہ اگر ایک مدت مدید تک کھجور کا تنہ خطبۂ جمعہ کے لئے وجودِ مقدس و منور کے لئے زینتِ محرابِ مسجدِ نبویؐ رہا۔ (زادہا اللہ شرفاً و تعظیماً) اس کی مدتِ وصال ختم ہو کے ہجر و جدائی کا وقت آیا تو اسی کی آہ و بکا مسجدِ نبویؐ کے اس وقت کے حاضر باش ہر جن و انس و ملائکہ نے سنی (۲) اگر کسی اونٹ کو اپنے مالک و مربی سے کوئی شکایت پیدا ہوئی تو دربارِ نبویؐ میں

(باقی صفحہ ۱۵ پر)



۲۴ر ربیع الاول ۱۳۸۸ھ مطابق ۲۱ر جون ۱۹۶۸ء

## عقیدۂ ختمِ نبوّت

# ہمارے ایمان کی اساس اور اسلام کی جان ہے!

(۳)

حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب مدظلہم

الحمد للہ وکفیٰ وسلامٌ علیٰ عبادہ الّذین اصطفیٰ : امّا بعد : فاعوذ باللہ من الشّیطٰن الرّجیم :
بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم :

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَآ أَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُولَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ط وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ٥

(پ ۲۲ س الاحزاب آیت ۴۰)

ترجمہ: نہیں ہیں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ لیکن آپ اللہ کے رسول اور تمام نبیوں کے ختم کرنے والے ہیں اور ہے اللہ تعالےٰ ہر چیز کا جاننے والا۔

بزرگانِ محترم! گذشتہ دو جمعوں سے ماہ ربیع الاوّل کی مناسبت سے اسی موضوع پر بیان ہو رہا ہے اور آج بھی اسی عنوان پر گفتگو مقصود ہے رئیس المفسرین حافظ عماد الدین ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مقبول و مشہور اور مستند تفسیر میں آیت مذکورہ کی تفسیر کرتے ہوئے نہایت واضح الفاظ میں تصریح فرما دی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ہر قسم کی نبوّت کا اختتام ہے۔ چنانچہ وہ فرماتے ہیں:۔

"یہ آیت اس بات میں نصِ صریح ہے کہ آپؐ کے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا اور جب کوئی نبی نہ ہوا تو رسول بدرجۂ اولیٰ نہ ہوگا کیونکہ رسالت کا مرتبہ خاص ہے نسبت مرتبۂ نبوّت کے۔ ہر رسول کا نبی ہونا ضروری ہے اور ہر نبی کا رسول ہونا ضروری نہیں اور اسی پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے احادیث متواترہ وارد ہوئی ہیں جس کو صحابۂ کرام کی ایک بڑی جماعت نے آپ سے نقل کیا ہے"۔

### مطلب

صاف ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی قسم کی نبوّت و رسالت کسی کو نہیں مل سکتی کیونکہ رسول تو صاحبِ شریعت نبی کو کہا جاتا ہے اور نبی عام ہے صاحبِ شریعت ہو یا غیر صاحبِ شریعت۔ چونکہ آیت میں بجائے ختم المرسلین کے خاتم النبیین فرمایا ہے اس سے معلوم ہوا کہ ہر قسم کی نبوّت کا اختتام بتلانا منظور ہے۔ تشریعی ہو یا غیر تشریعی، ظلّی ہو یا بروزی، کسی قسم کی نبوّت اب اللہ کی طرف سے عطا نہیں ہوگی ـــــ نیز یہ بھی ثابت ہوا کہ ختم نبوت کی احادیث متواترہ ہیں۔ اور ان کی روایات کرنے والی صحابۂ کرام کی ایک بڑی جماعت ہے۔

### حرفِ آخر

آخر میں رئیس المفسرین رحمۃ اللہ علیہ نے بات کو سمیٹتے ہوئے عقیدۂ ختم نبوّت پر ایک مفصل اور مؤکد تحریر فرمائی ہے اور جو اس سلسلہ میں حرفِ آخر ہے۔ آپ نے فرمایا ہے:۔

"پس بندوں پر خدا کی رحمت ہی ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ان کی طرف بھیجنا۔ پھر اللہ تعالےٰ کی طرف سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و تکریم میں سے یہ بات بھی ہے کہ اللہ تعالےٰ نے آپؐ پر تمام انبیاء رُسل علیہم السلام کو ختم کیا اور دینِ حنیف کو آپؐ کے لئے کامل کر دیا۔ اور اللہ تعالےٰ نے اپنی کتاب میں اور اس کے رسول نے اپنی احادیث متواترہ میں خبر دی ہے کہ میرے بعد کوئی نبی پیدا ہونے والا نہیں تاکہ امت جان لے کہ ہر وہ شخص جو آپؐ کے بعد اس مقام (نبوت) کا دعوےٰ کرے وہ بڑا جھوٹا، افترا پرداز، دجّال، گمراہ اور گمراہ کرنے والا ہے۔ اگرچہ وہ شعبدہ بازی کرے اور قسم قسم کے جادو اور طلسم اور نیرنگیاں دکھلائے۔ اس لئے کہ یہ سب کا سب عقلاء کے نزدیک باطل اور گمراہی ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے اسود عنسی (مدعی نبوت) کے ہاتھ پر یمن میں اور مسیلمہ کذاب (مدعی نبوّت) کے ہاتھ پر یمامہ احوالِ فاسدہ اور اقوالِ باردہ ظاہر کئے جن کو دیکھ کر ہر عقل و فہم اور تمیز والا یہ سمجھ گیا کہ یہ دونو جھوٹے اور گمراہ کرنے والے ہیں۔ خداوند ان پر لعنت کرے اور ایسے ہی قیامت تک ہر مدعی نبوّت پر یہاں تک کہ وہ مسیح دجّال پر ختم کر دئے جائیں گے جس کے ساتھ اللہ تعالےٰ ایسے امور پیدا فرما دے گا کہ علماء اور مسلمانانِ عالم اس کے جھوٹا ہونے کی شہادت دیں گے"۔

اندازہ فرمایئے علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ آج سے سات سو سال پہلے کس قسم کے حالات اور دلائل و براہین کے زور پر اور بذریعہ کشف فرما رہے ہیں!

### خلاصہ

بہرحال علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ کی تحریر کا یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے

بعد ہر قسم کی نبوت کا سلسلہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بند ہے اور یہ ایمانیات اور عقیدے کا مسئلہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہر مدعیٔ نبوت کو جھوٹا اور خارج از اسلام یقین جانا جائے۔ اس عقیدے کے بغیر نہ ایمان ہی بچتا ہے اور نہ ہی اسلام قابلِ قبول ہے۔

## علامہ سید آلوسی رحمۃ اللہ علیہ

نے بھی تصریح فرمائی ہے کہ خاتم النبیین سے مطلقاً انبیاء کا اختتام بتلانا منظور ہے۔ اور اس میں کسی قسم کی تخصیص یا استثناء نہیں۔ آپ فرماتے ہیں:۔

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے سے مراد یہ ہے۔ کہ آپ کے اس عالم میں وصفِ نبوت کے ساتھ متصف ہونے کے بعد وصفِ نبوت کا پیدا ہونا بالکل منقطع ہو گیا جن و انس میں سے کسی میں اب یہ وصف پیدا نہیں ہو سکتا۔" چنانچہ تفسیر روح المعانی ص۶۵ جلد ۷ میں تحریر فرماتے ہیں

وکونہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین مما نطق بہ الکتاب وصدعت بہ السنۃ واجمعت علیہ الامۃ فیکفر مدعی خلافہ ویقتل إن اصر۔

ترجمہ: اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا آخرالنبیین ہونا اُن مسائل میں سے ہے جن پر قرآن بول اٹھا اور جن پر احادیث نے صاف صاف تقریر کی اور جس پر امت نے اجماع کیا۔ اس لئے اس کے برخلاف کا دعوےٰ کرنے والے کو کافر سمجھا جائے گا اور اگر توبہ نہ کرے تو قتل کر دیا جائے گا۔

**حاصل** یہ ہے کہ عقیدۂ ختمِ نبوت ایمان کا جزء ہے اور مسلمان حکومت کے لئے لازم ہے کہ اس عقیدے کی مخالفت کرنے والے کو سزائے موت دے۔

## قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ

نے شفاء میں اس آیت کی شرح کرتے ہوئے فرمایا ہے:۔

"جو شخص اپنے لئے نبوت کا دعوےٰ کرے یا صفائی قلب کے ذریعہ سے نبوت کے ذریعہ سے نبوت کے مرتبہ تک پہنچے اور اس کے حاصل کرنے کو جائز سمجھے مثل فلاسفہ اور حدود شریعت سے تجاوز کرنے والے مدعیینِ تصوف کے اور ایسے ہی وہ شخص جو یہ دعوےٰ کرے کہ اس پر وحی آتی ہے اگر نبوت کا دعوےٰ نہ کرے یا جو یہ کہے کہ وہ آسمان پر چڑھتا اور جنت میں داخل ہوتا ہے اور وہاں کے میوے کھاتا ہے اور حوروں سے معانقہ کرتا ہے۔ پس یہ سب کے سب کفار ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کرنے والے ہیں۔ اس لئے کہ آپ نے خبر دی ہے کہ آپؐ خاتم النبیین ہیں اور آپؐ کے بعد کوئی نبی نہیں۔ اور خدا کی طرف سے قرآن میں یہ خبر دی ہے کہ آپؐ خاتم النبیین ہیں اور یہ کہ آپ تمام عالم کے انسانوں کی طرف رسول ہیں اور امت نے اجماع کیا ہے کہ اس کلام کو اپنے ظاہر پر حمل کیا جائے اور اس پر کہ اس آیت کا نفسِ مفہوم ہی مراد ہے بغیر کسی تاویل و تخصیص کے۔ پس ان تمام کے کفر میں کوئی شک نہیں بلکہ قطعی طور سے اجمالاً اور نقلاً ثابت ہے۔"

**نتیجہ** صاف ظاہر ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دعوےٰ نبوت کرنا یا مدعیٔ نبوت کو سچا جاننا، خدا و رسول کو جھٹلانا اور کتاب و سنت کا انکار کرنا ہے اور ظاہر ہے ایسا شخص مسلمان کہلانے کا ہرگز مستحق نہیں ہو سکتا۔

## پیشین گوئی

آیت بالا کے ضمن میں بیان کردہ سارے مضمون کا خلاصہ یہ ہے کہ کلام اللہ کی یہ آیت اعلان کر رہی ہے کہ سیدنا و مولانا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود باجود پر نبوت کا خاتمہ کر دیا گیا ہے۔ اور یہ ایک ایسی پیشین گوئی ہے اور اس کے اندر ایسی عجیب طاقت من جانب اللہ موجود ہے کہ عقل دنگ رہ جاتی ہے۔

تاریخ و واقعات شاہد ہیں کہ ایران میں ہزاروں سال تک متواتر سروش آسمانی کی آواز بیسیوں پاک سرشت بزرگوں کو سنائی دیتی رہی۔ ہندوستان کا دعوےٰ ہے کہ یہاں کروڑوں سال تک لاکھوں مہارشی ایسے ہوتے جن پر آکاش بانی کا پرکاش ہوتا رہا۔ بنی اسرائیل کے حالات بتاتے ہیں کہ ان میں ایک ایک وقت میں دو دو، چار چار نبی موجود پائے گئے۔ مصریوں، چینیوں نے بھی بیسیوں سال تک اپنے اندر نبوت و رسالت ہونے کے دعاوی کو بلند کیا۔ غرض کہ ہر جگہ اس قسم کے دعاوی ہوتے رہے لیکن جب سے کلام اللہ میں آیت زیب عنوان کا اعلان ہوا اور ختمِ نبوت کا فرمان سنا دیا گیا ہے اس وقت سے سب مذاہب و ادیان نے بھی اپنے دروازوں پر تالے ڈال دئے ہیں۔ مجوسی کسی شخص کو جاماسپ و زرتشت کے اورنگ پر نہیں بٹھلاتے، آریہ ورت آکاش بانی کا ایک حرف بھی نہیں سنتا۔ اور بنی اسرائیل اپنی قوم اور اپنے ملک میں کسی نبی کا ہونا تسلیم نہیں کرتے۔ ظاہر ہے کہ یہ سب کچھ قدرت الٰہیہ کا کرشمہ ہے جس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین بنانے کے بعد تمام دنیا کے جملہ مذاہب کے دماغوں اور طبیعتوں سے بھی یہ بات نکال دی کہ خود ان کے مذاہب کے اندر بھی کسی کو پیغمبر، نبی، رسول، اوتار کہا جائے۔ چنانچہ واضح ہے کہ دنیا بھر کا یہ عملی فیصلہ یا طبعی میلان بلکہ فطری وجدان اس امر کی غمازی کرتا ہے کہ قدرتِ ربانی نے اس خصوصیت کو وجودِ اقدس نبویہ سے خاص رکھنے میں کیسی زبردست حفاظت فرمائی ہے۔ ہاں کچھ سرپھروں نے۔ جیسے مسیلمہ اور اسود عنسی اور اسی قماش کے لوگوں نے ضرور نبوت کا دعوےٰ کیا ہے لیکن یہ بھی ہمارے آقا و مولا جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کی روشنی میں ہونا لازم تھا اور اس قسم کا دعوےٰ کرنے والے سب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اس پیشین گوئی کا مصداق ہیں جس میں آپؐ نے فرمایا ہے کہ میرے بعد جھوٹے اور دجال نبی پیدا ہوں گے۔ چنانچہ

## ارشادِ نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم)

ہے۔ مسلم شریف کی حدیث ہے:۔

عن ثوبان رضی اللہ عنہ قال قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم سیکون فی امتی ثلثون کذابًا

(باقی صفحہ ۱۶ پر)

# تقدیر پر ایمان "راحت" کا ذریعہ ہے

محمد شفیع عمر الدین (میرپور خاص)

؎ دلا ہموارۂ صبر و رضا باش
بہرجائے کہ باشی باخدا باش

ہمارے عقیدے میں ایک یہ بات بھی شامل ہے کہ:-

وَالْقَدْرِ خَیْرِہٖ وَشَرِّہٖ مِنَ اللّٰہِ تَعَالٰی۔

"دُنیا میں جو کچھ اچھا بُرا ہوتا ہے سب تقدیر سے ہوتا ہے"۔

لہٰذا دنیاوی مصائب اور تکالیف اللہ تعالیٰ کے حکم سے آتی ہیں۔

۱۔ مَا اَصَابَ مِنْ مُّصِیْبَۃٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰہِ ط وَمَنْ یُّؤْمِنْ بِاللّٰہِ یَھْدِ قَلْبَہٗ ط وَاللّٰہُ بِکُلِّ شَیْئٍ عَلِیْمٌ o (التغابن آیت ۱۱)

ترجمہ: اللہ کے حکم کے بغیر کوئی مصیبت بھی نہیں آتی۔ اور جو اللہ پہ ایمان رکھتا ہے وہ اس کے دل کو ہدایت دیتا ہے اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے

## حاشیہ شیخ الاسلام حضرت مولانا عثمانی رح

دنیا میں کوئی مصیبت اور سختی اللہ کی مشیت او ارادہ کے بدوں نہیں پہنچتی مومن کو جب اس بات کا یقین ہے اور اس پہ غمگین اور بد دل ہونے کی ضرورت نہیں۔ بلکہ بہرصورت مالکِ حقیقی کے فیصلہ راضی رہنا چاہیئے — اور یوں کہنا چاہیئے ؎

نہ شود نصیب دشمن کہ شود ہلاک تیغت
سرِ دوستاں سلامت کہ تو خنجر آزمائی

اس طرح اللہ تعالےٰ مومن کے دل کو صبر و تسلیم کی راہ بتلا دیتا ہے۔ جس کے بعد عرفان و ایقان کی عجیب و غریب راہیں کھُلتی ہیں اور باطنی ترقیات اور قلبی کیفیات کا دروازہ مفتوح ہوتا ہے۔

یعنی تکلیف و مصیبت اس نے بھیجی، عین علم و حکمت سے بھیجی اور وہی جانتا ہے کہ کون تم میں سے واقعی صبر و استقامت اور تسلیم و رضا کی راہ چلا اور کس کا دل کن احوال و کیفیات کا مورد بننے کے قابل ہے"۔

۲۔ مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِیْبَۃٍ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِیْٓ اَنْفُسِکُمْ اِلَّا فِیْ کِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّبْرَاَھَا ط اِنَّ ذٰلِکَ عَلَی اللّٰہِ یَسِیْرٌ o صلے لِّکَیْلَا تَاْسَوْا عَلٰی مَا فَاتَکُمْ وَلَا تَفْرَحُوْا بِمَآ اٰتٰکُمْ ط وَاللّٰہُ لَا یُحِبُّ کُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ o (الحدید آیت ۲۲-۲۳)

ترجمہ: جو کوئی مصیبت زمین پر یا خود تم پر پڑتی ہے۔ وہ اس سے پیشتر کہ ہم اُسے پیدا کریں کتاب میں لکھی ہوتی ہے۔ بے شک یہ اللہ کے نزدیک آسان بات ہے تاکہ جو چیز تمہارے ہاتھ سے جاتی رہے اس پر رنج نہ کرو۔ اور جو تمہیں دے اس پر اتراؤ نہیں۔ اور اللہ کسی اترانے والے شیخی خورے کو پسند نہیں کرتا۔

## حاشیہ حضرت شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ

۱۔ ملک میں جو عام آفت آئے مثلاً قحط زلزلہ وغیرہ اور خود تم کو جو مصیبت لاحق ہو۔ مثلاً مرض وغیرہ۔ وہ سب اللہ کے علم قدیم سے طے شدہ ہے اور لوح محفوظ میں لکھی ہوئی ہے اسی کے موافق دنیا میں ظہور ہو کر رہے گی ایک ذرہ بھر کم و بیش یا پس و پیش نہیں ہو سکتا۔

۲۔ یعنی اللہ کو ہر چیز کا علم ذاتی ہے۔ کچھ محنت سے حاصل کرنا نہیں پڑا۔ پھر اپنے علمِ محیط کے موافق تمام واقعات و حوادث کو قبل از وقوع (لوح محفوظ) میں درج کر دینا اس کے لئے کیا مشکل ہے۔

۳۔ یعنی اس حقیقت پر اس لئے مطلع کر دیا کہ تم خوب سمجھ لو۔ کہ جو بھلائی تمہارے لئے مقدر ہے ضرور پہنچ کر رہے گی۔ اور جو مقدر نہیں وہ کبھی ہاتھ نہیں آسکتی۔ جو کچھ اللہ تعالےٰ کے علم قدیم میں ٹھہر چکا ہے ویسا ہی ہو کر رہے گا۔ لہٰذا جو فائدہ کی چیز ہاتھ نہ لگے اس پر غمگین و مضطرب ہو کر پریشان نہ ہو۔ اور جو قسمت سے ہاتھ لگ جائے اس پر اکڑو اور اتراؤ نہیں۔ بلکہ مصیبت و ناکامی کے وقت صبر و تسلیم اور راحت و کامیابی کے وقت شکر و تحمید سے کام لو۔

(تنبیہہ) پہلے اعلموا انما الحیوٰۃ الدنیا لعب و لھو.. الخ میں بتلایا تھا کہ دنیا کے سامانِ عیش و طرب میں پڑ کر آدمی کو آخرت سے غافل نہ ہونا چاہیئے۔ آیت ہٰذا میں متنبہ فرمایا کہ یہاں کی تکالیف و مصائب میں گھبر کر چاہیئے کہ حدِ اعتدال سے تجاوز نہ کرے"۔

# راہِ بندگی

حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندی رحمۃ اللہ علیہ اپنے ایک مکتوب (ص ۱۳۲ جلد دوم) میں اپنی علالت کا ذکر کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:—

"ما اصاب ... نبراھا۔ جو کچھ اللہ تعالیٰ کی طرف پہنچتا ہے۔ مرغوب و محبوب ہے۔ کشادہ پیشانی کے ساتھ اَبرو پر بغیر بل ڈالے اس کا استقبال کرنا چاہیئے۔ یہی راہِ بندگی ہے۔ بعض احباب تنگیٔ روزگار اور قرضداری کی بناء پر اظہارِ گلہ کیا کرتے ہیں شکایت کا کوئی موقع نہیں۔ رزق مقرر میں کسی کمی بیشی کا احتمال نہیں ہے۔ رزق کا تنگ کرنا اور رزق کا کشادہ کرنا بس اللہ کے قبضے میں ہے۔ کسی کو اس میں دخل نہیں ہے اللہ یبسط الرزق لمن یشاء و یقدر۔ طریقۂ پسندیدہ یہ ہے کہ بندہ چہرۂ دل کو تمام سمتوں سے ہٹا کر ذکر و عبادت الٰہی کی طرف متوجہ کر دے اور کلیتہً تعمیرِ آخرت میں کوشش کرے۔ بندے کا مطمحِ نظر مرضیاتِ الٰہیہ کے سوا اور کچھ نہ ہونا چاہئے۔

# نوشتہ تقدیر

جب آسمان نہ تھے، زمین نہ تھی، تو ان کی تخلیق سے اللہ تعالےٰ نے تقدیریں اور اندازے مقرر فرمائے۔

حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

کہ اللہ تعالٰے نے آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے سے پچاس ہزار سال قبل مخلوقات کی تقدیریں اور اندازے لکھے۔ (مشارق الانوار بحوالہ مسلم)

اس لئے بندے کو چاہئے کہ جب کوئی معاملہ درپیش ہو تو نا امید اور مایوس نہ ہو بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع رہے۔

"اگر پہاڑ کی چٹانوں اور سمندر کی موجوں کے برابر مایوس کن حالات پیش آئیں تب بھی خدا کی رحمت کا امیدوار رہے اور امکانی کوشش میں پست ہمتی نہ دکھلائے۔"

اللہ تعالٰے نے حضرت یعقوب علیہ السلام کو یہ ارشاد ہماری رہنمائی کے لئے قرآن مجید میں نازل فرمایا:-

يٰبَنِيَّ اذْهَبُوْا فَتَحَسَّسُوْا مِنْ يُّوْسُفَ وَاَخِيْهِ وَلَا تَايْئَسُوْا مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ ط اِنَّهٗ لَا يَايْئَسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ ٥

(سورہ یوسف آیت ۸۷)

ترجمہ: اے میرے بیٹو جاؤ یوسف اور اس کے بھائی کی تلاش کرو اور اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو بیشک اللہ کی رحمت سے ناامید نہیں ہوتے مگر وہی لوگ جو کافر ہیں۔

"یعنی جاؤ کوشش کرکے یوسف کا کھوج لگاؤ اور اس کے بھائی بنیامین کے چھڑانے کا کوئی ذریعہ تلاش کرو۔" (مولانا عثمانی رح)

دوسرے مقام پر اللہ تعالٰے نے گنہگاروں کو مژدہ سنایا کہ مجھ سے گناہوں کی معافی مانگو میں بخش دوں گا۔ مایوسی کو قریب نہ آنے دو:-

قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ط اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ط اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ٥

(الزمر آیت ۵۳)

ترجمہ: اے میرے بندو! جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو۔ بے شک وہ بخشنے والا رحم والا ہے۔

نیکو کاروں کے لئے اللہ تعالیٰ کی رحمت کے دروازے کھلے ہیں۔

اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ ٥ (الاعراف آیت ۵۵)

ترجمہ: بے شک اللہ کی رحمت نیکوکاروں سے قریب ہے۔

لہٰذا ظاہری حالات کیسے ہی ناسازگار اور مایوس کن نظر آتے ہوں مگر ایک مومن جسے اللہ تعالٰے پر بھروسہ ہے اور عقیدۂ تقدیر کا ماننے والا ہے وہ کبھی ناامید اور مایوس ہو کر ہمت نہیں ہارتا۔ اپنے فرائض کی بجا آوری میں لگا رہتا ہے۔ غیر اقوام کی مانند وہ مایوس ہو کر خودکشی جیسی حرام موت کا کبھی مرتکب نہیں ہوتا۔ ایسی کمینہ اور غیر شرعی اسے زیب نہیں دیتی۔

حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے ہماری رہنمائی کے لئے فرمایا۔

"آج کل کے روشن خیال لوگوں نے مسئلۂ تقدیر کو بالکل ہی چھوڑ دیا ہے۔ کہتے ہیں کہ "مسئلۂ تقدیر" ہی سے مسلمانوں کو تنزل ہو رہا ہے۔ حالانکہ اگر غور کیا جاتے تو معلوم ہوگا کہ تقدیر ہی کے مسئلے کی بدولت ترقی ہوئی ہے اس سے تنزل ہرگز نہیں ہوا۔ کیونکہ مدارِ ترقی کا "ہمت" پر ہے اور ہمت قائل تقدیر کی برابر کسی کو نہیں ہو سکتی۔ مگر منکرِ تقدیر تو فقدانِ اسباب کے وقت جی چھوڑ دیتا ہے اور معتقدِ تقدیر اس وقت بھی خدا تعالٰے پر نظر کرکے ہمت نہیں ہارتا۔ اس کا مسلک یہ ہے کہ ؎

عقل در اسباب میدار نظر
عشق مے گوید مسبب را نگر

اسی طرح ہر شخص کو پریشانی نہیں ہو سکتی۔ جو کچھ بھی پیش آئے گا وہ اپنے دل کو یہ سمجھ کر تسلی دے لے گا۔

لَنْ يُّصِيْبَنَآ اِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَنَا۔

(ہم کو ہرگز کوئی مصیبت نہیں پہنچ سکتی بجز اس کے کہ جس کو اللہ تعالٰے نے ہمارے لئے لکھ دیا ہے) غرض پوری راحت تقدیر کو ماننے سے ہے۔

(فضائل العلم والخشیۃ)

لہٰذا تقدیر کا عقیدہ ہمیں بے ہمت نہیں بناتا بلکہ پوری ہمت کے ساتھ جد و جہد کرنے کی ترغیب دیتا ہے سعی اور کوشش ہمارا فریضہ ہے۔ اور کامیابی اللہ تعالٰے کی طرف سے ہے۔ ہمیں اللہ تعالٰے پر مکمل بھروسہ کرکے کام میں لگے رہنا چاہئے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں بیٹھے ہوئے تھے۔ اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک لکڑی تھی آپؐ اس سے زمین کرید رہے تھے۔ اتنے میں فرمایا۔ تم میں سے ہر شخص کے لئے دوزخ یا جنت کا ٹھکانا لکھ دیا گیا ہے۔

یہ بات سن کر ایک شخص نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) پھر ہم اس نوشتۂ تقدیر پر اعتماد کیوں نہ کر لیں۔ (اور عمل کرنا چھوڑ دیں) آپؐ نے فرمایا۔ ایسا ہرگز نہ کرنا بلکہ تم عمل کئے جاؤ۔ ہر شخص کو وہی عمل آسان ہوگا جس کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ اس کے بعد آپؐ نے یہ آیات تلاوت فرمائیں:-

فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰى وَاتَّقٰى ۙ وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰى ۙ فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْيُسْرٰى ۭ وَاَمَّا مَنْۢ بَخِلَ وَاسْتَغْنٰى ۙ وَكَذَّبَ بِالْحُسْنٰى ۙ فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْعُسْرٰى ٥ (اللیل آیت ۵ تا ۱۰)

ترجمہ: پھر جس نے دیا اور پرہیزگاری کی اور نیک بات کی تصدیق کی تو ہم اس کے لئے جنت کی راہیں آسان کر دیں گے اور لیکن جس نے بخل کیا اور بے پروا رہا اور نیک بات کو جھٹلایا۔ تو ہم اس کے لئے جہنم کی راہیں آسان کر دیں گے۔ (بخاری۔ کتاب القدر)

**حاصل** یہ نکلا کہ جو مومن شرعی طریقہ پر اپنا مال نیک کاموں میں صرف کرتا ہے۔ محتاجوں کی ضروریات کا خیال رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے۔ اس کے اوامر پر عمل کرتا ہے اور نواہی سے دور بھاگتا ہے اور دین اسلام کی سب باتیں جو سب کی سب بھلی ہیں۔ ان پر یقین رکھتا ہے اور فرائض عبودیت بجا لاتا ہے۔ اس شخص کے لئے اللہ تعالٰے آسان مواقع پیدا کر دیتا ہے۔ اس کے لئے شرعی احکام پر عمل کرنا آسان ہو جاتا ہے۔ جنتیوں والے کام کرکے اپنی آخرت سنوار لیتا ہے۔

اس کے برعکس جو کوتاہ اندیش بخل کرتا ہے۔ اپنا روپیہ پیسہ نیک کاموں میں نہیں لگاتا۔ محتاجوں کی ضروریات پس پشت ڈال دیتا ہے۔ دل میں اللہ تعالٰے کا خوف نہیں رکھتا۔ اس کے اوامر و نواہی کا خیال نہیں رکھتا۔ اللہ تعالٰے اور آخرت کے ثواب سے

(باقی صفحہ پر)

# ارشاداتِ مجالسِ ذکر

از حضرت شیخ التفسیر سیدنا و مولانا احمد علی لاہوریؒ —— مرتبہ محمد مقبول عالم بی اے لاہور

"نہیں ملتے یہ گوہر بادشاہوں کے خزینوں میں"

۲۳ر جون ۱۹۵۵ء

## شیخِ کامل کی صحبت

ذکر کے بعد فرمایا۔ تمسک کا مطلب ہے مضبوط کر کے پکڑنا۔ اس کے لئے شیخ کامل کی صحبت کی ضرورت ہے۔ تعلیم تو علمائے کرام سے مل جاتی ہے۔ لیکن تمسک حاصل نہیں ہوتا۔ کہ قدم پیچھے ہٹنے نہ پائے۔ یہ اہلِ علم طبقے کا حال ہے۔ عوام سے تو بحث ہی نہیں۔ غرض صحبتِ شیخ کامل کے بغیر تمسک حاصل نہیں ہو سکتا۔ حسد، کبر، علم حاصل کرنے کے بعد بھی باقی رہتا ہے۔ علم سے معلوم ہو جاتا ہے لیکن اصلاح نہیں ہوتی۔ مدارس دینیہ میں بھی لڑائیاں ہوتی ہیں اور چیزیں چھین کرلے جاتے ہیں۔ اسی کا نام ڈاکہ ہے۔ یہ علماء کا حال ہے۔ علماء کلاس کا واقعہ ہے ایک دفعہ روٹیاں بچ گئیں اور وہی دوسری دفعہ کھانے کے لئے دی گئیں تو وہ اُٹھا کر میرے پاس لائے۔ کہ ہمیں باسی روٹیاں دی جاتی ہیں۔ مَیں نے بتایا کہ ایک دفعہ میری بیوی بیمار تھی۔ لڑکی چھوٹی تھی اس نے باسی روٹی لا کر دے دی جس میں بُو تھی۔ طبیعت قے کی طرف مائل ہوئی۔ لیکن مَیں نے نفس کو ڈانٹا کہ آج اللہ نے یہی دی ہے یہی کھانی پڑے گی —— میرے حضرتؒ کے ہاں کڑوا خربوزہ آیا تو وہی کھا گئے۔ ایک دفعہ علماء نے شکایت کی کہ ہمیں ایسی سبزیاں دی جاتی ہیں جو بیل کھاتے ہیں۔ مَیں نے کہا یہ علمائے کرام ہیں انہیں ایسی سبزیاں نہ کھلاؤ۔ آئندہ دال پکایا کرو۔ یہ انہیں سزا دی۔

پھر فرمایا۔ ایک دفعہ سالن میں نمک نہیں تھا۔ مَیں ویسے ہی کھا گیا ایک دفعہ پیالے میں نمک کا ڈھیلا پڑا تھا۔ اس میں سالن ڈال دیا۔ نمک زیادہ ہو گیا لیکن مَیں کھاتا گیا۔ آج کا تازہ واقعہ ہے۔ بیوی نے کہا — یہ میٹھی کھچڑی آپ کی نواسی نے پکائی ہے۔ مَیں نے دیکھا، کہیں میٹھا ہے کہیں نہیں ہے۔ مَیں کھا گیا اور اور کچھ نہیں کہا۔ مَیں کبھی اپنی بیوی سے نہیں لڑا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے کہ پسند آئے تو کھاؤ ورنہ نہ کھاؤ۔ نقص نہ نکالو۔ یہ میرے حضرتؒ کا کمال ہے کہ انانیت کا کانٹا نکال دیا ہوا ہے —— انانیت خود ستائی ہے۔ اور خود ستائی کہتے ہیں اپنی تعریف کو۔ واقعات اس لئے بیان کئے جاتے ہیں کہ جماعت تربیت پائے مَیں خودستائی کے لئے یہ واقعات بیان نہیں کرتا۔ ممکن ہے آپ مجھ سے زیادہ نیک ہوں۔ ممکن ہے کہ آپ کے بڑے گناہ پر گرفت نہ ہو اور میرے ذرا سے گناہ پر گرفت ہو جائے۔

فرمایا۔ شیخ کامل وہ ہے جس کے اندر سے یہ نقائص نکلے ہوئے ہوں۔

ع : آنکہ خود گم است کرا رہبری کند

ایسے شیخ کی صحبت سے اصلاح ہوتی ہے۔ جو علم پائے لیکن کامل کی صحبت نہ پائے وہ ادھورا ہے تکمیل تب ہوتی ہے جب اصلاحِ حال ہو۔ عالم بے عمل ادھورا ہے۔

۳۰ر جون ۱۹۵۵ء جمعرات

## رضائے الٰہی پر چلنا

ذکر کے بعد فرمایا۔ انسان کو چاہئے کہ اللہ کی رضا کے ماتحت زندگی بسر کرے۔ تھوڑا سا اُسے اختیار دیا ہے۔ اللہ تعالےٰ چاہتا ہے کہ جو اختیار دیا ہے۔ اسے پھر اللہ کے سپرد کر دے۔ کیونکہ ان اختیارات کو اپنے طور پر استعمال کرے گا تو غیر مآل اندیش ہونے کی وجہ سے غلط قدم اٹھائے گا اس کا نتیجہ تباہی و بربادی ہو گا۔ اختیارات خوشی سے سپرد کر دے، جبر سے نہیں۔ لَآ اِکْرَاہَ فِی الدِّیْنِ (۲ : ۲۵۶) جیسے بچہ اچھا کام کرے، پاس ہو جائے تو باپ انعام دیتا ہے۔ بچہ اپنے اختیار سے روپیہ استعمال کرے تو ممکن ہے ضائع کر کے آ جائے۔ اگر وہ واپس باپ کو دے دے کہ میرے روپے سنبھال رکھو اور دو دو پیسے روزانہ لیتا رہے تو کافی دنوں تک وہ رقم چل سکتی ہے۔ اور پوچھ کر چیز خریدے گا تو فائدہ ہو گا۔ بازار میں ٹھگ بیٹھے ہوتے ہیں وہ بچوں سے پیسے چھینتے ہیں۔

غرض انسان اپنے اختیارات اللہ کے سپرد کر دے تو اس کا فائدہ ہے۔ اللہ کی رضا کے ماتحت زندگی بسر کر دے۔ ٹھگ ہے شیطان اور نفس۔ وہ انسان کو غلط چلانے پر تُلے ہوئے ہیں اس لئے اختیارات اپنی مرضی سے نہ برتے۔ جو اللہ کی رضا کے ماتحت چلے گا اس کا ہر لمحہ عبادت شمار ہو گا۔ اسی لئے فرمایا۔ اَفَرَءَیْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰـهَهٗ هَوٰىهُ (۴۵ : ۲۳) کیا آپ نے دیکھا اس شخص کو جس نے اپنے نفس کو خدا بنایا ہوا ہے۔ یہ اتباع ہوا ہے۔

رات کو آرام کیا۔ صبح اُٹھے، مسواک کی، نماز پڑھی۔ کیسا سوہنا پروگرام ہے۔ بسم اللہ پڑھ کر وضو کرنے سے سارا وجود پاک ہو جاتا ہے۔ مسواک سے نماز کی قیمت ستر گنا بڑھ جاتی ہے۔ صفائی اور پاکیزگی کی حالت کا نام طہارت ہے۔ گندگی کی حالت کا نام حدث ہے۔ طہارت کی حالت میں لطافت آتی ہے۔ طبیعت یادِ الٰہی کے لئے آمادہ ہو جاتی ہے۔ تو اللہ کی رضا کے ماتحت ہو جائیں۔ نہ اپنی مرضی سے سوئیں نہ جاگیں۔ اللہ تعالےٰ سلا دیں تو سو جائیں، جگا دیں تو جاگ پڑیں۔ عشاء سے پہلے سونے اور بعد میں جاگنے سے منع فرمایا ہے

قادری حضرت گل، بنوں شہر

# سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں

## غیر مسلموں کا ہدیۂ خلوص

(۲)

اس سے پہلے آپ نے پنولین بونا پارٹ کا ہدیہ خلوص ملاحظہ فرمایا۔ اب برطانیہ کے مشہور مصنف اور مفکر کا بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں ہدیہ خلوص ملاحظہ فرماویں۔ کہتا ہے کہ:۔

میں نے ہمیشہ ہی پیغمبر اسلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کو عزت، عظمت اور احترام کی نگاہ سے دیکھا ہے۔ دین اسلام میں ایک بہت بڑی (روحانی) قوت ہے۔ اسلام ہی ایک ایسا دین ہے جو دنیا کے بدلتے ہوئے حالات کے مطابق ہر دور ہر زمانہ کی رہنمائی کی اہلیت رکھتا ہے۔

یہ برطانیہ کے بہت بڑے مفکر اور مصنف کے خیالات ہیں جو کہتا ہے کہ اسلام ہر زمانہ کے ساتھ چل سکتا ہے۔ لیکن آج ہمارے ملک میں وہ لوگ جو اسلام کا دعویٰ کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم جیسے مسلمان دنیا میں نہیں۔ کہتے اور لکھتے ہیں کہ اسلام ہر زمانہ کے ساتھ نہیں چل سکتا۔ بلکہ وہ تو صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے ساتھ چل سکتا تھا آج کل سائنس کا دور ہے جس کے ساتھ اسلام نہیں چل سکتا۔ ایسے لوگوں کو کون سمجھائے کہ وہی لوگ جن کے پیچھے یہ دوڑتے چلے جا رہے ہیں کیا کہتے ہیں اور کیا کسی نے کہا ہے تم سائنس کے علم کو حاصل نہ کرو اور سائنسی آلات کو مت بناؤ بلکہ سائنس کا علم تو قرآن نے آج سے چودہ سو سال پہلے بتا دیا ہے۔ یہ اور بات ہے کہ ہم قرآن سے غافل ہو گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم کو قرآن سمجھنے کی توفیق عنایت فرماویں۔

جارج برناڈشا پھر کہتا ہے ہمارے قرون وسطیٰ کے عیسائی پادریوں اور مذہبی پیشواؤں نے یا تو اپنی لاعلمی کی وجہ سے یا افسوس ناک تعصب کی وجہ سے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کا جلیل القدر شخصیت اور آپ کے مذہب اسلام کو نہایت ہی تاریک شکل میں پیش کیا ہے (افسوس کا مقام ہے کہ آج عیسائی پادریوں کے سوا مسلمان اسلام کو بگاڑ رہے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو عقل سلیم عطا فرماویں) ان لوگوں نے یہ غلط فہمی پھیلائی اور خود بھی اس غلط فہمی میں مبتلا ہوئے کہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم جیسے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے مخالف یا دشمن تھے۔ لیکن میں نے اس عظیم الشان اور کامل انسان کے حالات کا مطالعہ کیا ہے میں پوری بصیرت کے ساتھ اس حقیقت کا اعلان کرتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہر گز عیسیٰ علیہ السلام کے مخالف نہیں تھے بلکہ میں تو یہ کہوں گا کہ وہ نسل انسانی کے ہادی اور نجات دینے والے تھے۔ بلکہ میں تو کھلے اور صاف الفاظ میں اعلان کرتا ہوں کہ آج دنیا کی حکومت اور ڈکٹیٹر شپ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ایسے کامل انسان کے سپرد کر دی جائے تو آپ اس کرۂ ارض کے تمام مسائل حیات اور مشکلات کو اس طرح حل کریں کہ تمام دنیا امن اور راحت کا گہوارہ بن جائے گی۔ ہر طرف مسرتوں اور خوش حالیوں کا دور دورہ ہو۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا دین یورپ میں اپنی مقبولیت کے دروازے کھول رہا ہے اور یورپ کے لوگ اسلام سے قریب آنے لگے ہیں۔ مجھے یہ پختہ یقین ہے کہ اگلی صدی میں یورپ اپنے لاینحل مسائل کو حل کرنے کے لئے اسلام کی ہدایت کی تلاش کرے گا۔ اسلام کے اصول ہی یورپ میں مقبول ہوں گے۔ میری اس پیشین گوئی کا مقصد یہی ہے جو میں کہتا ہوں کہ ایک سو سال کے اندر یورپ میں کوئی مذہب اگر باقی ہو گا تو وہ صرف اسلام ہو گا۔

کرسمس کے موقع پر تقریر کرتے ہوئے جارج برناڈشا نے کہا:۔

جس طرح دنیا میں اس وقت افراتفری پھیلی ہوئی ہے۔ اس سے بد تر حالات دنیا کی اس وقت تھی جب آفتاب اسلام طلوع نہیں ہوا تھا۔ میرا یقین ہے اور میں اسے بار بار دہراتا ہوں کہ دنیا کے سب سے بڑے پیغمبروں میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی نہایت ممتاز اور نمایاں ہے۔ بلاشبہ وہ انسانیت کے سچے ہمدرد اور مصلح تھے۔ وہ ایسے صبر آزما اور مشکل دور میں کامیاب ہوئے اور وحشیوں کو اخلاق کا معلم بنا دیا۔ جس مرحلے پر بہت سے پیغمبر کامیاب نہ ہو سکے تھے۔ مگر یہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات تھی کہ انہوں نے ہر قسم کی بے سرو سامانی کے باوجود اپنا کلمہ پڑھوا لیا اور بگڑی ہوئی عادتوں اور خون ریزی کے جذبات کو مٹا کر اپنی قوم کو انصاف اور امن کا علمبردار بنا دیا۔

یہ برطانیہ کے بڑے مفکر اور مصنف کے پاکیزہ خیالات ہیں۔ جن میں حضور رحمۃ العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کا اعتراف کیا گیا ہے اور یقین کے ساتھ کہتا ہے اور بار بار اقرار کرتا ہے کہ اگر دنیا میں امن اور سلامتی چاہتے ہو تو اسلام کو اپناؤ اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تابعداری کرو۔ افسوس کہ آج مسلمان حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے راستہ سے ہٹ رہے ہیں اور دوسروں کی نقالی کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ہم سب کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحیح راستہ پر چلنے کی توفیق عطا فرماویں۔ آمین ثم آمین!

### بقیہ: تقدیر پر ایمان . . . . . .

بے پروا ہو جاتا ہے۔ دین اسلام کی باتیں جو سب اچھی ہیں ان کو جھٹلاتا ہے تو اس کی راہ پرہیزگاری کی راہ سے بالکل علیحدہ ہے اس کو دوزخ میں لے جانے والے کاموں پر چلنا آسان لگتا ہے اور انجام کار دوزخ کا ایندھن بنتا ہے۔

اِنَّ لِلْمُتَّقِیْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتِ النَّعِیْمِ ۝ اَفَنَجْعَلُ الْمُسْلِمِیْنَ كَالْمُجْرِمِیْنَ ۝ مَا لَكُمْ كَیْفَ تَحْكُمُوْنَ ۝ (القلم آیت ۳۴-۳۵)

ترجمہ: بے شک پرہیزگاروں کے لئے ان کے رب کے ہاں نعمت

# دلوں کی صفائی

حضرت مولانا محمد میاں مدظلہ، دہلی

دلوں کی صفائی یہ نہیں ہے کہ آپ پُرتکلف دعوت کر دیں۔ شاندار استقبال اور میل ملاپ کے کامیاب جلسے بھی دلوں کو صاف نہیں کرتے۔

خود ہندوستان کی تاریخ بہت سی مثالیں پیش کر سکتی ہے کہ پُرتکلف کھانے میں زہر ملا دیا گیا۔ جس کا استقبال کیا جا رہا تھا جب اس کا ہاتھی شہر پناہ کے پھاٹک میں داخل ہونے لگا تو چھجہ گرا کر معزز مہمان کو ہلاک کر دیا گیا۔

ایک بادشاہ نے باپ کے استقبال کے لئے جو محل بنایا تھا۔ جب باپ وہاں رونق افروز ہوا تو پورا محل قدم بوس ہو گیا۔ نہ باپ رہا نہ باپ کی بادشاہت رہی۔

میل ملاپ کے وقت خنجر پار کر دینے کا قصہ کچھ عرصہ پہلے تک چھٹی یا ساتویں کلاس کے بچوں کو پڑھایا جاتا تھا۔ غرض یہ باتیں دلوں کو صاف نہیں کرتیں۔ نہ دلوں کی صفائی کی صحیح علامتیں ہیں۔ تقریباً یہی حال ان کمیٹیوں اور سوسائٹیوں کا ہے جو تعاون اور امداد باہمی کے لئے بنائی جاتی ہیں۔

اس سے انکار نہیں ہے کہ امداد باہمی کی کمیٹیاں جمہور کو بہت اونچا اٹھا سکتی ہیں۔ مسلمان قرآن شریف میں وہ آیت بھی پڑھتے ہیں جن سے ان کمیٹیوں کی تائید ہوتی ہے۔ جس کا مفہوم یہ ہے۔

"اچھی بات نیکی اور تقویٰ کے کام میں ایک دوسرے کی مدد کرو۔ گناہ اور ظلم و سرکشی کے کام میں کسی کی مدد مت کرو۔" (سورہ مائدہ ۵ آیت ۲)۔

مگر کیا ان کمیٹیوں سے خود مسلمانوں کے دلوں کی کدورت دور ہو جاتی ہے کہ دوسری قوموں کی دلوں کی صفائی کا یقین کیا جا سکے۔ اور کیا ان سے وہ یکجہتی اور جذبات کی وہ ہم آہنگی پیدا ہو جاتی ہے جو جمہوری نظام کو گلدستہ بنا سکے ہے؟

قرآن حکیم نے جب اخوت اور مساوات کی تعلیم دیتے ہوئے جمہوری نظام کی طرف اشارہ کیا تو ان چیزوں میں سے کسی ایک بات کی بھی ہدایت نہیں کی۔ کیونکہ یہ تمام باتیں نمائش ہیں حقیقت نہیں ہیں۔ البتہ قرآن حکیم نے ان امراض کو ختم کرنے کی ہدایت بلکہ بڑی شدت سے تاکید کی ہے جو دلوں کے کھوٹ سے پیدا ہوتے ہیں۔ دلوں کا کھوٹ نظر آنے کی چیز نہیں ہے۔ بلکہ اکثریت ایسے انسانوں کی ہے جن کو خود اپنے دل کے کھوٹ کا پتہ نہیں چلتا۔ ہر ایک انسان اپنے دل کو پاک صاف ہی سمجھتا ہے اور بڑے فخر سے دعویٰ کرتا ہے

آئین ماست سینہ چوں آئینہ داشتن
کفرست در شریعتِ ماکینہ در سینہ داشتن

جب اپنے دل کے کھوٹ کا پتہ نہیں چلتا تو دوسروں کے دلوں کا کھوٹ کیسے نظر آ سکتا ہے۔ البتہ وہ امراض جو دلوں کے کھوٹ سے پیدا ہوتے ہیں اور بعنوان دیگر دلوں کے کھوٹ سے جو عمل قدرتی طور پر وجود پذیر ہوتے ہیں وہ بیشک محسوس ہوتے ہیں۔

قرآن حکیم نے انہیں محسوسات کو لے کر اصلاح کی ہدایت فرمائی ہے اور مقصد یہ ہے کہ جب یہ محسوس امراض ختم کیے جائیں گے تو دل بھی صاف ہو جائیں گے اور اگر بالفرض دل صاف بھی نہ ہوں تو ان کے کھوٹ کا اثر متعدی نہیں ہوگا اور وہ سوسائٹی کو خراب نہیں کر سکے گا۔

مثلاً دل کا کھوٹ یہ ہے کہ وہ تنگ ہو۔ اس میں یہ وسعت اور گنجائش نہ ہو کہ دوسرے کی ترقی سے وہ خوش ہو۔ یا دوسرے کے لئے بھی وہی پسند کرے جو اپنے لئے چاہتا ہے۔ اور جو اپنے لئے نہیں چاہتا وہ دوسرے کے لئے بھی نہ چاہے۔

اگر حقوق کا معاملہ ہے تو دوسروں کو بھی اتنا ہی مستحق سمجھنا چاہیئے جتنا خود کو سمجھتا ہے۔ اگر یہ احساس دوسروں کے لئے نہیں ہوتا تو وہ دل کی تنگی ہے۔ اس تنگ دلی کو پست حوصلگی، تنگ نظری، کوتاہ ظرفی سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے۔

اس کا پہلا عمل یہ ہوتا ہے کہ دوسروں کی ترقی برداشت نہیں ہوتی۔ بلکہ اکثر یہ ہوتا ہے کہ مساوات بھی برداشت نہیں کی جاتی۔ وہ خود اگرچہ خوشحال ہے مگر دوسروں کی خوش حالی سے اس کو جلن ہوتی ہے۔ یعنی وہ یہ بھی نہیں دیکھ سکتا کہ جس درجہ کی دوکان اس کی چل رہی ہے اسی درجہ کی دوکان دوسرے کی بھی چلے۔ اس کو عربی میں حسد کہتے ہیں۔ تنگ دلی اور کوتاہ ظرفی کا پہلا اثر حسد ہے۔ جو بلا وجہ دوسرے سے کدورت پیدا کر دیتا ہے۔ دل کا یہ تکدر خیالات کو بھی خراب کر دیتا ہے۔ وہ دوسرے کے متعلق اچھے گمان کے بجائے بد گمانی رکھتا ہے۔

ملک یا ملت کی خدمت دوسرے نے اس سے بہتر کی ہے۔ مگر چونکہ اس کے دل میں کھوٹ ہے وہ اس قربانی اور قابلِ قدر خدمات کو کسی غرض پر محمول کرتا ہے۔ یہ بد گمانی اس کو قریب کرنے کی بجائے زیادہ بعید کر دیتی ہے۔ وہ پسند نہیں کرتا کہ اس وفا دار خادم ملک و ملت کی تعریف کی جائے۔ اگر اس کو وفا دار کی کسی کمزوری کا علم ہوتا ہے تو وہ اس کو پھیلاتا ہے۔ چونکہ خود اس کے دل میں کھوٹ ہے۔ تو یہ ہمت تو ہوتی نہیں کہ اس کمزوری کی شکایت برملا خود اس سے کرے۔ بلکہ اس کی پیٹھ پیچھے دوسروں سے اس کی کمزوری بیان کرتا ہے اور اس طرح ان کی نظروں سے اس کو گرانے کی کوشش کرتا ہے۔

اگر کسی کمزوری کا اس کو علم نہیں ہوتا تو وہ اس کی ٹوہ اور جستجو رکھتا ہے کہ کوئی کمزوری اس کو معلوم ہو جائے اور اس میں وہ عموماً کامیاب ہو جاتا ہے۔ کیونکہ سماج اور معاشرہ کا بڑے سے بڑا انسان بھی کسی کمزوری سے خالی نہیں ہوتا۔ وہ اس بڑے انسان کی کمزوری کو اچھالتا ہے۔ مگر اس طرح وہ صرف اس انسان پر نہیں بلکہ پورے سماج پر ظلم کرتا ہے کہ

اس کو قائد کی قیادت سے محروم کر دیتا ہے کیونکہ سوسائٹی جس کو اپنا رہنما مانتی تھی۔ جب اس کی کمزوری اس کے سامنے آئے گی تو لامحالہ اس کی عظمت جماعت اور سوسائٹی کی نظر میں کم ہو جائے گی اور جب اس رہنما کی بات میں وزن نہیں رہے گا تو اس کی رہنمائی اور قیادت میں زوال آ جائے گا۔ لیکن یہ زوال صرف اس کے حق میں نہیں ہو گا۔ بلکہ یہ پوری سوسائٹی زوال پذیر ہو جائے گی کیونکہ وہ قائد سے محروم ہو جائے گی اور اس طرح بجائے منظم اور متحد ہونے کے وہ منتشر ہو جائے گی۔ پس ایک دل کی بیماری سے سارے دل بیمار ہو جائیں گے۔

خیالات کی یہ خرابی (جس کا سلسلہ سوسائٹی یا قوم کے انتشار تک پہنچتا ہے)، جس طرح تنگ دلی اور حسد کے سبب ہوتی ہے۔ کبھی غصہ کی وجہ سے بھی ہوتی ہے مثلاً:۔

ایک انسان تنگ دل اور پست حوصلہ نہیں ہے۔ اس کا ظرف وسیع ہے لیکن وہ کسی وجہ سے کسی شخص سے ناراض ہے۔ تو وہ اس شخص کے متعلق اچھے خیالات نہیں رکھتا اور بسا اوقات غصہ کے سبب سے اچھے خیالات بھی بدگمانی سے بدل جاتے ہیں۔ وہ اس کی برائیاں تلاش کرتا ہے اور ان کو پھیلاتا ہے۔ اگر وہ خود نہیں پھیلاتا تو وہ ہر ایسے سلسلہ سے خوش ہوتا ہے جس سے اس کی برائیوں اور خرابیوں کی اشاعت ہو۔ مجلس میں وہ خود غیبت نہیں کرتا لیکن اگر کوئی غیبت کرے تو وہ بڑی دلچسپی سے سنتا ہے۔ اس سے اس کے دل کو ٹھنڈک پہنچتی ہے۔

ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایک شخص وسیع الظرف ہے مگر اس کے مزاج میں بڑائی ہے۔ وہ تنگ دل نہیں ہے مگر خود بین اور متکبر ہے۔ وہ اپنے سے بڑا کسی کو نہیں سمجھتا اس لئے کسی بڑے کی بڑائی نظر میں نہیں لاتا اور اگر جماعت یا معاشرہ کسی کو بڑا مانتا ہے تو اس کی بڑائی کو ختم کرنے کے لئے اس کی کمزوری تلاش کرتا ہے۔ عجیب بات یہ ہے کہ بسا اوقات بدگمان کرنے والے کو پتہ نہیں چلتا کہ اس کا یہ گمان غلط ہے۔ کیونکہ اس کے دل کا شیطان یعنی حسد یا غصہ یا تکبر غلطی کا احساس ہی نہیں ہونے دیتا۔ یہ حسد اس غلط بات کو قابلِ قبول شکل میں پیش کرتا ہے۔ اور یہ حسد رکھنے والا اس کو مان لیتا ہے۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے اس موقعہ پر ایک نہایت لطیف علاج بیان فرمایا ہے۔ امام موصوف فرماتے ہیں کہ قرآن حکیم کی ہدایت ہے کہ جب کوئی فاسق کوئی خبر لائے تو پوری طرح اس کی چھان بین کر لو۔ ایسا نہ ہو کہ بلا تحقیق کوئی ایسا قدم اٹھا دو کہ بعد میں پچھتانا اور نادم ہونا پڑے۔ (سورہ حجرات)۔

امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ دل کا شیطان جو خیال پیدا کر رہا ہے یہ ہی فاسق ہے۔ اس نے جو خبر دی ہے یعنی جو خیال دل میں ڈالا ہے اس کی تحقیق کر لو اور جب تک تحقیق اور تصدیق نہ ہو جائے کوئی بات زبان سے نہ نکالو۔ نہ دل میں کوئی بات جماؤ۔

خیالات کا یہ سلسلہ جس کی تفصیل بیان کی گئی ہے۔ کسی مشاہدہ کی بنا پر نہیں ہے۔ بلکہ دل کی کھوٹ کی بنا پر ہے۔ لہٰذا یہ تمام سلسلہ کھوٹا رہے گا۔ جس کو شریعت کی زبان میں اثم اور گناہ کہا جاتا ہے۔ لیکن یہ سلسلہ اگر کسی مشاہدہ کی بنا پر ہو تو اس کو گناہ نہیں کہا جاتا۔ بلکہ اس وقت بدگمانی نہ کرنا کوتاہی اور ناعاقبت اندیشی ہو گا۔ مثلاً:۔

ایک شخص احکام شریعت کا پابند نہیں ہے۔ وہ ریش تراشیدہ ہے اس کی وضع قطع احکام شریعت کے خلاف ہے۔ اس کے متعلق اگر آپ یہ گمان کر لیں کہ جو شخص وضع قطع میں احکام شریعت کا پابند نہیں ہے اور شریعت کی ہدایات کو پامال کر رہا ہے وہ شہادت کے سلسلہ میں بھی پابند شریعت نہیں ہو گا۔ اور اس بنا پر آپ اس کی شہادت تسلیم نہ کریں تو آپ حق بجانب ہوں گے اور آپ کی یہ قیاس آرائی صحیح ہو گی۔

قرآن حکیم نے انسانی برادری کی تعلیم دی تو دلوں کی صفائی کو ضروری قرار دیا۔ مگر اس کے لئے یہ عنوان نہیں اختیار کیا کہ "دلوں کو صاف کرو۔ جذبات کو ہم آہنگ کرو۔ نظریات کو متحد کرو" بلکہ ان امراض کو زائل کرنے کی ہدایت فرمائی ہے۔ جو دل کے کھوٹ سے پیدا ہوتے ہیں اور اندر کے چور کا پتہ دیتے ہیں۔ ارشاد ہے:۔

"بہت زیادہ قیاس آرائی اور گمان قائم کرنے سے اجتناب کرو۔ کیونکہ بعض (مرتبہ) قیاس آرائی اور گمان کی پرورش گناہ ہوتی ہے۔ (جس کا محرک دل کا کھوٹ اور اندر کا غبار ہو)۔ اور بھید نہ ٹٹولو۔ اور بُرا نہ کہو پیٹھ پیچھے ایک دوسرے کو کیا تم میں سے کوئی اس کو پسند کرتا ہے کہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے تمہیں اس سے گھن آتا ہے"

یہ سورہ حجرات کی آیت ۱۲ کا مضمون ہے۔ اس کے بعد ۱۳ میں مساوات اخوت انسانی کی تعلیم دی گئی ہے کہ:۔

"اے آدمیو! ہم نے تم کو بنایا ایک مرد اور ایک عورت سے"

حضرت شاہ عبدالقادرؒ کے الفاظ ہیں:۔

ایک نر اور ایک مادہ سے الخ (پوری سورت کا ترجمہ پہلے گذر چکا ہے)۔

مختصر یہ کہ دلوں کی صفائی کی عملی صورت یہ ہے کہ سامنے بھی اور پیٹھ پیچھے بھی ایک دوسرے کا احترام کیا جائے۔ یعنی کسی برادری یا خاندان کا مذاق نہ بنایا جائے۔ ایسا نام نہ ڈالا جائے جس سے جذبات کو ٹھیس لگے اور وہ اس میں اپنی توہین محسوس کرے۔ کسی معقول ثبوت کے بغیر کسی کے متعلق بدگمانی نہ کی جائے۔ گندے خیالات نہ دوڑائے جائیں۔ کسی کی کمزوری کی ٹوہ نہ کی جائے۔ جو کچھ کہنا ہو منہ پر کہا جائے منہ پیچھے برائی نہ کی جائے۔

## راولپنڈی میں درس قرآن و حدیث

حضرت مولانا قاضی زاہد الحسینی صاحب نے واہ کینٹ کے علاوہ ہر ماہ راولپنڈی میں بھی درس کا سلسلہ شروع ماہ اپریل ۱۹۶۸ سے شروع فرما دیا ہے۔ اگلا درس انشاء اللہ ۳۰ جون بروز اتوار ۳ بجے بعد دوپہر کوٹھی TR-3 ٹیلی گراف کالونی راولپنڈی صدر میں ہو گا اور بعد نماز عصر موتی مسجد لیاقت روڈ راولپنڈی شہر میں درس حدیث دیں گے۔ (حاجی بشیر احمد)

## مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی صاحب کا واہ کینٹ میں

# درسِ قرآن

منعقدہ ۲۵ جون ۱۹۶۸ء

مرتبہ محمد عثمان غنی بی اے

(سورۃ توبہ)

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط۔
فَاِذَا انْسَلَخَ الْاَشْھُرُ الْحُرُمُ فَاقْتُلُوا الْمُشْرِکِیْنَ حَیْثُ وَجَدْتُّمُوْھُمْ وَ خُذُوْھُمْ وَاحْصُرُوْھُمْ وَاقْعُدُوْا لَھُمْ کُلَّ مَرْصَدٍ ج فَاِنْ تَابُوْا وَ اَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَ اٰتَوُا الزَّکٰوۃَ فَخَلُّوْا سَبِیْلَھُمْ ط اِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۵ وَ اِنْ اَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِکِیْنَ اسْتَجَارَکَ فَاَجِرْہُ حَتّٰی یَسْمَعَ کَلٰمَ اللّٰہِ ثُمَّ اَبْلِغْہُ مَاْمَنَہٗ ط ذٰلِکَ بِاَنَّھُمْ قَوْمٌ لَّا یَعْلَمُوْنَ ۵ صدق اللہ العلی العظیم۔

میرے محترم بھائیو! بزرگو اور دوستو! عزیزو اور بہنو! الحمد للہ، آج ہم پھر اللہ تعالیٰ کی بات سننے اور سنانے کے لئے اکٹھے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس کو قبول فرمائے اور مجھے اور آپ کو اس کا اجر عطا فرما کر عمل کی بھی توفیق عطا فرمائے۔ میرے بھائیو! یہ بھی ایک قسم کا رباط ہے جیسا کہ میں پہلے کسی درس میں عرض کر چکا ہوں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انسان کو شیطانی وساوس سے محفوظ رکھنے کے جو نسخہ ارشاد فرمایا اس میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کی پابندی، مساجد کے ساتھ دل کا معلق رکھنا، مسجد کی طرف زیادہ قدم اٹھانا اور آخر میں چل کر فرمایا۔ فَذٰلِکُمُ الرِّبَاط، فَذٰلِکُمُ الرِّبَاط — اور ترمذی کی حدیث میں تیسری مرتبہ بھی فرمایا۔ فَذٰلِکُمُ الرِّبَاط۔ یعنی یہ تمہارے لئے شیطان کا مقابلہ کرنے کے واسطے بہت بڑی چھاؤنی ہے۔ یہ تمہارا دفاعی قلعہ ہے — اسی طرح میں سمجھتا ہوں، اس حدیث کی روشنی میں کہ اللہ تعالیٰ نے ہم جیسے گنہگاروں کو بھی مہینے میں کم از کم ایک دفعہ اجتماعی طور پر قرآن مجید سننے اور سنانے کا شوق پیدا کر کے ہمارے لئے بھی ایک قسم کا حصار بنا دیا ہے۔ مثلاً آج درس ہو رہا ہے۔ پھر جولائی کے آخری اتوار کو درس ہوگا۔ تو آپ دوست اور میں بھی اس خیال میں رہتے ہیں کہ بھائی کب آخری اتوار آئے گا۔ تو جتنی یہ گھڑیاں، یہ ساعتیں، یہ وقت اس انتظار میں گذرتا ہے میرے بزرگو! یہ نیکی کا انتظار بھی نیکی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو عمل کی بھی سعادت عطا فرمائے۔

آج سورہ توبہ کے پہلے رکوع کی آخری آیات پڑھی گئی ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ آج سورۃ توبہ کا یہ درس اپنے مقام پر پہنچ کر ختم ہو جائے تاکہ آئندہ اگلی سورت کو شروع کر دیا جائے۔ اس لئے اسی کے متعلق مزید چند باتیں میں عرض کر دوں گا۔

اگر آپ نے غور فرمایا ہو تو دیکھئے سورتِ بقرہ کے آخر میں، اور قرآن کریم سمجھنے کا ایک طریقہ اور قاعدہ ہے، ہر سورت کے آخر میں تقریباً رب العالمین عزّ اسمہٗ اس ترتیب کے مطابق جسے جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ترتیب دی ہے، ہر سورت کے آخر میں اس سورت کے جوہر کو اللہ تعالیٰ بیان فرما دیتے ہیں۔ اسی طرح سورتِ بقرہ کے آخر میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نیک بندوں کو، مسلمانوں کو ایک دعا بتائی جس کے آخر میں یہ فرمایا۔ وَاعْفُ عَنَّا وقفہ وَاغْفِرْلَنَا وقفہ وَارْحَمْنَا وقفہ اَنْتَ مَوْلٰنَا فَانْصُرْنَا عَلَی الْقَوْمِ الْکٰفِرِیْنَ ۵ اس میں ہمیں دعا سکھائی کہ اے میرے بندو! مجھ سے یہ دعا مانگو کہ اے اللہ! کافروں کے مقابلے میں ہمیں فتح عطا فرما جو تیرے دین مٹانا چاہتے ہیں۔ جو تیرے دین کے منکر ہیں۔ یا اللہ! ان کے مقابلے میں ہماری مدد فرما۔

پھر اگر آپ نے غور فرمایا ہو تو سورۃ آلِ عمران کے آخر میں اللہ تعالیٰ عزّ اسمہٗ نے جو ہمیں حکم دیا۔ وہ کیا فرمایا۔ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَ صَابِرُوْا وَ رَابِطُوْا وقف وَاتَّقُوا اللّٰہَ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ ۵ اے ایمان والو! برداشت کرتے رہو، اللہ کی طرف سے جو کچھ آئے۔ جو بات تم کو پسند ہو اُس کو بھی برداشت کرو، جو تمہیں ناپسند ہو اس کو بھی برداشت کرو یقین یہ رکھو کہ اللہ کی طرف سے جو کچھ ہوتا ہے اس میں خیر اور برکت ہوتی ہے۔ وَ صَابِرُوْا۔ اور دوسروں کو بھی صبر کی تلقین کرو۔ ان کو بھی اس بات پر آمادہ کرو کہ من جانب اللہ کبھی تمہاری مرضی کے مطابق باتیں ہوں گی کبھی ایسی باتیں بھی ہوں گی جن کو تمہاری طبیعت ناگوار سمجھے گی لیکن تم اس بات پر یقین رکھو کہ فعل الحکیم لا یخلو عن الحکمۃ۔ حکیم کا کوئی فعل، حکیم کا کوئی کام حکمت سے خالی نہیں ہوتا۔ رب العالمین سب سے بڑے علیم اور حکیم ہیں۔ وہ تمہاری زندگی میں جو ردّ و بدل اختیار کریں ان پر تمہیں یقین ہونا چاہئے۔ اس لئے تم بھی صبر کرو، دوسروں کو بھی صبر کی تلقین کرو۔ وَ رَابِطُوْا اور کام میں لگے رہو، جہاد میں لگے رہو، دفاع میں لگے رہو، مرابط رہو۔ وَاتَّقُوا اللّٰہَ۔ اور اللہ سے ڈرتے رہو۔ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ۔ تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ۔

اسی طرح سورتِ نساء کے آخر میں فرمایا۔ یُبَیِّنُ اللّٰہُ لَکُمْ اَنْ تَضِلُّوْا وَاللّٰہُ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ۵ اللہ تمہارے لئے اپنے احکام کھول کھول کر بیان کرتا ہے تاکہ تم گمراہی سے بچ جاؤ۔ اللہ تعالیٰ ہر چیز کو جانتا ہے۔

میرے بزرگو! ذرا کچھ اور لوٹ کر دیکھیں۔ سورتِ فاتحہ کے شروع میں ترتیب عثمانی کے اعتبار سے۔ جس ترتیب کی تصدیق کی جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے۔ تو دیکھئے سورتِ فاتحہ کے آخر میں ہمیں کون سی دعا بتائی؟ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ۵ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ ۵ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ ۵ اللہ! ہمیں اس راستہ پر چلا جو تیرا پسندیدہ راستہ ہے۔ ہمیں ان لوگوں

کے راستے پر نہ چلا جو تیرے مغضوب علیہم کا رستہ ہے۔ ہمیں ان لوگوں کے رستے سے بھی بچا جو ضالین اور گمراہوں کا رستہ ہے۔

تو اب اس روشنی میں اگر آپ غور فرمائیں گے۔ اللہ تعالےٰ مجھے بھی اور آپ کو بھی قرآن میں تدبّر کی توفیق عطا فرمائے۔ تو آپ سمجھتے جائیں گے کہ قرآن کریم کا منشاء کیا ہے؟ ــــ

قرآن کریم کیا فرمانا چاہتا ہے؟ مسلمانوں کے لئے قرآنِ مجید نے کون سا راہِ عمل متعین کیا۔ پھر سب سورتوں میں غور کرتے کرتے جب سورتِ انفال تک پہنچیں گے تو سورتِ انفال میں اللہ تعالےٰ نے غزوۂ بدر کا بیان فرمایا۔ غزوۂ بدر کے متعلق قرآن مجید میں کیا فرمایا؟

وَمَا اَنْزَلْنَا عَلٰی عَبْدِنَا یَوْمَ الْفُرْقَانِ یَوْمَ الْتَقَی الْجَمْعٰنِ ط

اور پھر اس غزوۂ بدر کو، بدر کی فتح کو اللہ تعالےٰ نے کیا فرمایا؟ یوم الفرقان ۔ وہ دن جو امتیازی دن ہے۔ جس دن بات کھل گئی کافروں اور مسلمانوں کے درمیان، جس دن پتہ چل گیا کہ اللہ تعالےٰ کا دین سب دینوں سے بلند ہے۔ اور وَاللّٰہُ مُتِمُّ نُوْرِہٖ وَلَوْ کَرِہَ الْکٰفِرُوْنَ ــــ وَاللّٰہُ مُتِمُّ نُوْرِہٖ وَلَوْ کَرِہَ الْمُشْرِکُوْنَ ط تو مٹھی بھر مسلمانوں نے اتنی عظیم طاقت کا مقابلہ کیا اور ان کو شکست دی۔ چھوٹے چھوٹے نابالغ بچوں نے، معوّذ اور معاذ نے، بیوہ ماں کے بیٹوں نے، ابوجہل جیسے دشمنِ اسلام کو جہنم رسید کیا۔ سمجھ گئے دنیا والے کہ ہاں اسلام میں قوت ہے اور اسی کی طرف اشارہ کیا تھا سورتِ بقرہ کے آخر میں، کَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِیْلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً کَثِیْرَةً بِاِذْنِ اللّٰہِ ط کبھی کبھی یہ ہوتا ہے، بلکہ بہت دفعہ یہ ہوتا ہے کہ تھوڑی سی تعداد والے بہت سی تعداد پر غالب آجاتے ہیں۔ اور میرے بزرگو! اسلام میں تو قلت اور کثرت کا کوئی دخل ہی نہیں ہے۔ اسلام میں اعتماد کس چیز پر ہے؟ اللہ کی امداد پر، اللہ کی نصرت پر، اللہ کے تعاون پر۔

مومن ہو تو بے تیغ بھی لڑتا ہے سپاہی

تو سورتِ انفال میں، جو سورتِ توبہ سے پہلے ہے۔ اور بعض علماء تفسیر کے مطابق سورتِ توبہ سورتِ انفال ہی کا ایک حصہ ہے، اس میں میرے بزرگو کیا بتایا؟ ربّ العالمین نے ہمیں کیا سمجھایا؟ کہ بدر کا دن یوم الفرقان تھا، یہ تمہارے لئے امتیازی دن تھا۔ اس دن تم کو پتہ چل گیا اور دنیا والوں کو بھی پتہ چل گیا۔ تمہیں تو یہ پتہ چل گیا کہ تم جب اللہ کی ذات پر اعتماد رکھو گے۔ قرآن مجید دیکھ لو ــــ

اِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا وَیَاْتُوْکُمْ مِّنْ فَوْرِهِمْ هٰذَا یُمْدِدْكُمْ رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُسَوِّمِیْنَ۔

(آل عمران ۱۲۵) قرآن مجید میں آتی ہے آیت موجود ہے کہ اگر تم نے برداشت کیا، مجھ سے ڈرتے رہے تو میں تمہاری مدد آسمانی فرشتوں سے کروں گا۔ مسلمانوں کو بھی یقین ہو گیا کہ ہماری حیثیت دنیا میں ممتاز ہے اور ہم انشاء اللہ دنیا پہ غالب رہیں گے۔ اسی طرح کافروں کو بھی پتہ چل گیا کہ یہ قوم دنیا سے مٹنے والی نہیں ہے۔ یہ مسلمان دنیا میں ابھر کر رہیں گے، دنیا میں غالب ہو کر رہیں گے۔

اس لئے اگر آپ غور فرمائیں اپنی تاریخ پر تو غزوۂ بدر کے بعد مدینہ منورہ میں مسلمانوں کے خلاف ایک تیسری جماعت کھڑی ہو گئی جسے منافق کہتے ہیں منافقوں نے یہ پالیسی اختیار کی کہ اب ہم طاقت کے زور سے مسلمانوں کو شکست نہیں دے سکتے اب ہم کوئی ایسی پالیسی اختیار کریں کہ جس پالیسی کے ضمن میں مسلمانوں کو شکست ہو۔ تو یہ ساری طاقتیں کیوں بنائی گئیں؟ یہ سب کچھ کیوں تیار کیا گیا؟ یہ کافروں کو بھی یقین ہو چکا تھا کہ دنیا سے اب مسلمان نہیں مٹ سکتے۔ جن مسلمانوں نے ۳۱۳ کی تعداد میں اپنے سے کئی گنا زیادہ طاقت کو شکست دی باوجودیکہ مسلمانوں کے پاس نہ کچھ سامان تھا، نہ مسلمانوں کے پاس دولت تھی، نہ مسلمانوں کے پاس یونیفارم تھا، نہ مسلمانوں کے پاس راشن تھا، کچھ بھی نہیں تھا۔ صرف اللہ کی ذات پر اعتماد تھا، اللہ کی ذات پر یقین تھا اور اس بات پر یقین تھا کہ:

کَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِیْلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً کَثِیْرَةً بِاِذْنِ اللّٰہِ ط

(باقی آئندہ)

## بقیہ: ارشاداتِ مجالسِ ذکر

اس لئے ایسے ہی کہتے ہیں ــ تو یہ ہے اللہ کی رضا پر چلنا۔

بے شک کسبِ معاش کریں لیکن جب ذکر الٰہی کا وقت آئے (یہ روح کی غذا ہے) تو دروازہ الٰہی پر آجائیں۔ جیسے جسم کی غذا ہے، ویسے ہی روح کی غذا ہے۔ اس طرح چوبیس گھنٹے کی زندگی کا پروگرام دیا ہے۔

بے وقوف اپنے اختیارات کو اپنے پاس رکھتے ہیں اور خواہشات کے مطابق زندگی بسر کرتے ہیں۔ جب چاہا سو گئے جب چاہا اُٹھے کوئی ضابطہ نہیں۔

اگر اللہ کی رضا کے مطابق زندگی بسر کریں تو کئی بُرے کاموں سے بچ رہیں گے۔ جو لوگ اس طرح اختیارات اللہ کو دے دیں اور اللہ کی رضا کے مطابق لمحات بسر کریں تو انہیں چین ملتا ہے۔ حاجتیں بھی پوری ہو جائیں گی۔ دن کو چین، رات کو چین، دال روٹی کھائیں تو چین، دین کی حالت اعلیٰ کے ساتھ اور دنیا کی حالت ادنیٰ کے ساتھ مقابلہ کر کے دیکھیں۔ اللہ تعالےٰ جسمانی اور روحانی ضرورتیں پوری کراتے جائیں گے۔ فرحت و سرور حاصل ہوگا۔ یہ دونوں ریل کی طرح لائنیں ہیں جو متوازی چلتی ہیں۔ دنیا داروں کو چین نہیں ہے۔ دولت سے چین نہیں آتا۔ معمولی آمدنی والے چین سے زندگی بسر کرتے ہیں لیکن ہزاروں پانے والے بے چین ہیں ــ چین اللہ کے ذکر سے ہے۔ یہ پیٹ کا جہنم اللہ کے نام کے بغیر نہیں بھر سکتا ھل من مزید ہی کہتا ہے پوری نہیں پڑتی۔ پیٹ اللہ کے نام سے بھر جاتا ہے۔ اس لائن پر چلنے والوں کو دنیا میں بھی چین ملتا ہے۔ فرحت و راحت حاصل ہوتی ہے۔ یہ اللہ کی رضا کی علامت ہے۔ جو اللہ کی یاد سے منہ موڑتا ہے اسے چین نہیں مل سکتا۔ وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِکْرِیْ فَاِنَّ لَہٗ مَعِیْشَةً ضَنْکًا (۲۰: ۱۲۴)

اس کا ایک ہی ذریعہ ہے کہ ان بزرگوں کی صحبت میں بیٹھیں جن کا یہ حال ہے۔ آپ دنیا داروں کے پاس بیٹھتے ہیں۔ اس لئے ھل من مزید ہی بڑھتا ہے۔

آکر اس نے بھی فریاد گذاری۔ اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدعی اور مدعا الیہ دونو کی سن کر اُس عمر رسیدہ اونٹ کی دادرسی فرمائی (۳) اگر ہرنی اپنے بچّے کی شکایت لے کر حاضر ہوئی تو وہ بھی اپنی منشاء کے مطابق دربارِ نبوّت سے بامراد و کامران لوٹی (۴) اور اگر کوئی پرندہ اپنا کیس لے کر کاشانۂ نبوّت میں حاضر ہوا تو وہ بھی خوشی میں شاداں و فرحاں اپنی مراد پاکر لوٹا۔

**خاکِ شفاء** مدینہ طیبہ کی خاکِ شفاء سے ایک جہاں ہمیشہ فائدہ اٹھاتا ہے۔ میں نے خود بچپنے میں اکثر مرتبہ عورتوں کی پیشانی پر، آنکھوں پر، ہاتھ اور مختلف اجزاء پر خاکِ شفا پر لیپ کرتے دیکھا ہے اور اُن خوش قسمت انسانوں سے سنا کہ بیسیوں ادویہ کے استعمال سے شفاء نہ ہوئی اور اللہ شفاء دینے پہ آئے تو روضۂ اطہر کی خاکِ شفا ہی ان کی شفا کا باعث بنی۔

## ترابِ مدینہ کا شرف و مجد

قدرتاً اس گنہگار کو کان پڑی یہ بات وہاں یاد آئی تو ایک عالم ربانی سے ذکر کیا۔ انہوں نے فرمایا کہ مدینہ پاک کی ساری ہی چیزیں ہمارے لئے شفاء ہیں اور ترابِ مدینہ بالعموم اور زمین کا وہ حصّہ بالخصوص جو وجودِ مسعودؐ سے اقرب ہے اور زمین کی اس قدر گہرائی کہ جہاں خوشبو اور رنگت دیگر اجزاء سے قدرے زیادہ معطّر اور منور ہے۔ یقیناً وہ ذرّاتِ ارضِ پاکِ مدینہ کے زیادہ شفایاب و جہاں تاب ہیں۔ یہ چیزیں عقیدت، ادب اور اطاعت والوں کے لئے باور کرنا چنداں مشکل نہیں ہیں۔

## خاکِ مدینہ کو سرمہ بنانے سے حضرت رح نے چشمہ اتار دیا

ہمارے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو حرمین الشریفین کے اُن خوش قسمت اغوات (جمع آغا) سے اکثر و بیشتر شرفِ ملاقات حاصل ہوتا۔ مدینہ منورہ میں ایک مرتبہ روضۂ اطہر کی جالی کے اندر قبر شریف پر جو غلافِ خاص زیب تعویذ ہے۔ اس غلافِ مکرم کی خاکِ پاک جو میسر آتی تو حضرتؒ کو ایک آغا (آغا حضرت بلالؓ کی نسل کے ان لوگوں کا لقب ہے۔ حرمین الشریفین کی خاکروبی کے معزز عہدے پر فائز ہیں اور مستقل طور پر مکہ مکرمہ اور مدینہ مشرفہ میں معتکف ہیں) نے ہدیۃً پیش کی۔ حضرت اقدسؒ نے روضۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خاکِ مقدس جوشِ عقیدت میں اپنے سرمے میں شامل فرماکر زیبِ چشم فرمانا شروع کی۔ خدا کا کرنا چند دنوں بعد دور و نزدیک کی نگاہ میں کمزوری تھی وہ قطعی طور پر دور ہو گئی اور پھر وفات حضرتؒ نے نزدیک اور دور کے چشمے کو ہاتھ بھی نہیں لگایا۔

## اجمال کی تفصیل

اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ دورانِ قیام دلّی میں عین عنفوانِ شباب میں حضرتؒ پر فالج گرا۔ اس وقت کے دلّی کے بے تاج بادشاہ مرحوم ومغفور مسیح الملک حکیم حافظ محمد اجمل خاں صاحب نے (جو نظارۃ المعارف القرآنیہ کے بطورِ خاص حضرت شیخ الہندؒ کے مقرر کردہ سرپرست تھے)، حضرتؒ کو سنکھیا کا کشتہ گھی، دودھ، دہی، مسکہ وغیرہ کے ہمراہ استعمال کرنے کے لئے ارشاد فرمایا۔ مگر کسی وجہ سے وہ اس بدرقہ کو استعمال نہ کر پاتے۔ اگرچہ ان کے علاج سے مرض سے تو کامل طور پر چھٹکارا ہو گیا مگر کچھ عرصے بعد محسوس ہوا کہ نزدیک اور دور کی دونو بینائیاں کافی متاثر ہو چکی ہیں۔ مجبوراً نزدیک اور دُور کے لئے چشمے سے کام لینا پڑا تاآنکہ اس سرمے سے خدا نے وہ پرانی بینائی کی کمی و کمزوری دُور فرما دی۔ بلکہ اخیر زمانے میں تو کیفیت یہاں تک پہنچی کہ اکثر و بیشتر عیدین و رمضان کا چاند بلاتکلف دیکھ لیتے۔

## کسبِ حلال کی برکات

خدا کی قدرت حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے مرشد و مربّی حضرت مولانا سیّد تاج محمود امروٹی رحمۃ اللہ علیہ سے جعفر شاہ نامی ایک سندھی نوجوان بیعت ہوا اور حسبِ عادت حضرت امروٹی رح نے آئندہ شریعت کی خلاف ورزی سے باز رہنے کی تلقین کی۔ وہ اتفاق سے حجامت بنانے کا کام کرتا تھا۔ اگلے روز جو گاہک آئے تو اس نے پہلے ہی ان سے صفائی سے بات کہہ دی کہ بھائی! شریعت کے مطابق حجامت بنوانی ہو تو بندہ حاضر ہے اور خلافِ شریعت حجامت بنانے کو بندہ اب خیر باد کہہ چکا ہے۔ تو اس کے سابق گاہکوں نے کہا جس سے سر منڈائیں گے تو ڈاڑھی بھی اسی سے ترشوائیں گے۔ پھر یہ دو کام الگ الگ کیسے کئے جا سکتے ہیں!۔ بالآخر اس غریب نے تنگ آکر اس پیشے کو ترک کر دیا۔ اور تلاشِ معاش کے طور پر سُرمہ بنانے کی آزمائش کی۔ اللہ نے اس کے سادھے سیدھے سُرمے میں شفاء ڈال دی اور وہ خاصا بکنے لگ گیا۔ جب کبھی حضرت رحمۃ اللہ علیہ لاہور سے سندھ تشریف لے جاتے تو وہ چند ماشے کی شیشی ایک روپے میں عام طور پر بیچا کرتا تھا، حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو ڈھائی ڈھائی تین تین پاؤ کی بڑی بڑی بوتلیں سُرمے کی بھر کر ہدیۃً پیش کیا کرتا تھا۔ اس نے یہ معمول زندگی بھر جاری رکھا۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ لاہور میں اُسے تاحیات مفت بانٹتے رہے۔ کیونکہ وہ سُرمہ بکثرت پیش کیا کرتا تھا اس لئے اماں جی مرحومہ مستورات میں اور حضرت مولانا حبیب اللہ صاحب مدظلہ حرمین الشریفین میں اور حافظ حمید اللہ صاحب (چھوٹے بھائی) اور یہ سیہ کار لاہور میں اپنے احباب میں اسی طرح اس وقت سے دونوں حضراتؒ کی حیاتِ مستعار تک مفت تقسیم کرتے رہے۔ اس سیہ کار نے تو وہ سُرمہ جس میں خاکِ شفاء بھی حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے ڈال رکھی تھی اور جعفر شاہ صاحب کا بقیہ سُرمہ دونوں یکجا کر کے تقسیم کرنا شروع کر دیا۔ تاکہ وہ سابقہ برکات جاری و ساری رہیں

---

## صدقۂ جاریہ اب بھی الحمد للہ جاری ہے

کچھ مدت بعد جب یہ سرمہ قریب الاختتام تھا تو اللہ کے ایک نیک بندے ذکر فکر کے لئے ساہیوال سے لاہور تشریف فرما ہوئے۔ وہ ساہی وال میں اپنا

مطلب کرتے ہیں ۔ ان سے کہا کہ اس سُرمے کے اجزاء تحقیق فرمالیں اور بہ نیت ثواب بقیمت بنا دیا کریں تاکہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے سے جو صدقہ جاریہ جاری ہے وہ جاری رہ سکے ۔ سو الحمد للہ وہ سُرمہ جعفر شاہ صاحب ہی کی طرح بکثرت بنا کر مہیا فرما رہے ہیں ۔ متعدد بار کے اس اصرار کے باوجود کہ یہ سُرمہ میں نے اپنی نجات کے لئے صدقۂ جاریہ کے طور پر جاری کیا لہٰذا اجزاء اور محنت کے پورے دام وصول فرمائیں لیکن انہوں نے ایک دفعہ بھی وصول نہ فرمایا اور جعفر شاہ صاحب ہی کی طرح مفت عطا فرما رہے ہیں ۔

## نظر کی کمزوری دور ہوجانے کا ایک اور واقعہ

حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے کے مؤذن حاجی تاج الدین صاحب مرحوم جو برس ہا برس حسبۃً للہ جامع شیرانوالہ میں پانچوں وقت کی اذان دیا کرتے تھے ۔ اخیر عمر میں نظر کی کمزوری کی بنا پر حضرتؒ سے یہ خدمت ترک کرنے کا ارادہ ظاہر کیا ۔ تو حضرتؒ نے جعفر شاہ والا وہ سرمہ جس میں خاکِ شفا بھی ڈال رکھی تھی تھوڑا سا عطا فرمایا ۔ اللہ کی قدرت ہفتہ عشرہ کے بعد حاجی تاج الدین صاحب مرحوم نے خود ہی حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے ذکر کیا کہ یا تو مجھے قرآن حکیم کے موٹے موٹے الفاظ بھی ٹھیک سے دکھائی نہ دیتے تھے یا پھر اب جناب کے عطا کردہ سُرمے کی برکت سے مسجد میں داخل ہوتے ہی حوض کے کنارے چلتے پھرتے لوگوں کو صاف طور پر دیکھ اور پہچان لیتا ہوں ۔

دعا: اللہ تعالیٰ اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق نصیب فرمائے اور خاکِ مدینہ کو آنکھوں میں سرمہ بنا کر لگانے کی توفیق عطا فرمائے ۔ آمین !!!

## بقیہ: خطبہ جمعہ

کلھم یزعم انہ نبیٌ و انا خاتم النبیین لا نبی بعدی ۔

صحیح مسلم میں ہے ۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔ میری امت میں تیس شخص ایسے ہوں گے جو کذّاب ہوں گے ۔ ان میں سے ہر ایک کا گمان یہ ہوگا کہ وہ نبی ہے ۔ حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں ۔ اور میرے بعد کوئی نبی نہیں ۔

## ابو داؤد اور ترمذی شریف

میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے :-

لا تقوم الساعۃ حتی یبعث دجالون کذابون کلھم یزعم انہ نبیٌ وانا خاتم النبیین ۔ لا نبی بعدی ۔

قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہو سکتی جب تک کہ بہت سے دجّال اور جھوٹے نہ اٹھائے جائیں جن میں سے ہر ایک یہ بکتا ہو کہ وہ نبی ہے حالانکہ میں تو خاتم النبیین ہوں ۔ یعنی میرے بعد کوئی نبی پیدا ہونے والا نہیں ۔

مختصر یہ کہ ان سب ارشاداتِ نبویہ سے ثابت ہوتا ہے کہ جھوٹے اور دجال نبوّت کا دعوٰے کرتے رہیں گے دوسروں کو یہ جرأت نہ ہو گی کیونکہ اللہ تعالیٰ جلشانہٗ نے نبوت کا دروازہ بند فرما دیا ہے ۔ حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ بڑے پیارے انداز میں فرمایا کرتے تھے کہ میرا دعوٰے ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی شخص نے نبوّت کا دعوٰی نہیں کیا اِلّا یہ کہ وہ پاگل ہو یا بدمعاش و عیاش ہو اور اس کے باعث اس کی عقل ماری گئی ہو ۔

**حاصل** یہ نکلا کہ از روئے قرآن و حدیث حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر سلسلۂ نبوت کا اختتام ہو چکا ہے اور یہی ایک مسلمان کا ایمان ہے جس طرح خدا کے بعد اللہ کوئی نہیں اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کا کوئی نبی نہیں ——— نہ ظلّی، نہ بروزی، نہ تشریعی، نہ غیر تشریعی اور جو یہ عقیدہ نہیں رکھتا اس کا ایمان و اسلام سے کوئی سروکار نہیں ۔

اللہ تعالےٰ ہم سب کو اسی عقیدہ پہ قائم رکھے اور اسی عقیدہ پہ موت دے ۔ آمین یا الٰہ العالمین !

## ایڈیٹر خدام الدین کا سفر کراچی

شورش کیس کے سلسلے میں ایڈیٹر خدام الدین کا سفر کراچی سپریم کورٹ کے حکم امتناعی کے پیشِ نظر ملتوی ہوگیا ہے ۔ احباب مطلع رہیں ۔

(نور محمد انور)



## تبدیلی پروگرام

حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ العالی کے ۳۰ر جون والے پروگرام میں مندرجہ ذیل تبدیلی کی گئی ہے :-

روانگی از لاہور ½۵ بجے صبح بذریعہ ریل کار برائے گوجرانوالہ ۔ گوجرانوالہ سے بذریعہ کار جلال تشریف لے جائیں گے ۔ باقی پروگرام بدستور ہے ۔

## اعتذار

۱۴ر جون کے خدام الدین میں صـ۲ صد احادیث کا بقیہ صـ۱۵ پر لگانا رہ گیا تھا ۔ اب قارئین کرام مندرجہ ذیل عبارت ساتھ ملا لیں :-

تب واثق باللہ نے حضرت زین العابدین کی اولاد میں سے علی بن محمد بن جعفر بن علی بن موسیٰ بن امام جعفر صادق کو بلایا ۔ انہوں نے اس سوال کے جواب میں فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے جبرائیلؑ سے فرمایا کہ جنت سے ایک یاقوت لے کر جائیں وہ یاقوت حضرت آدم علیہ السلام نے اپنے سر پر پھیرا اور بال صاف ہو گئے ۔

# توبہ و استغفار سے دل کی صفائی ہوتی ہے

از حضرت مولانا سید حامد میاں مدظلہ، مہتمم و شیخ الحدیث جامعہ مدنیہ لاہور ——— مرتبہ: محمود احمد عارف

گزشتہ سے پیوستہ

و عن ابی ھریرۃ رضؓ قال قال رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اِنَّ الْمُؤْمِنَ اِذَا اَذْنَبَ کَانَتْ نُکْتَۃٌ سَوْدَاءُ فِیْ قَلْبِہٖ ۔ فَاِنْ تَابَ وَاسْتَغْفَرَ صُقِلَ قَلْبُہٗ وَاِنْ زَادَ زَادَتْ حَتّٰی تَعْلُوَ قَلْبَہٗ فَذَالِکُمُ الرَّانُ الَّذِیْ ذَکَرَ اللہُ تَعَالٰی کَلَّا بَلْ رَانَ عَلٰی قُلُوْبِھِمْ مَّا کَانُوْا یَکْسِبُوْنَ ٥

آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ ان المومن اذا اذنب کانت نکتۃ سوداء فی قلبہ ۔ جب مومن سے کوئی گناہ ہو جاتا ہے تو اس کے دل پر سیاہ نقطہ پڑ جاتا ہے ۔ فان تاب واستغفر صقل قلبہ ۔ اس کے بعد اگر اس نے توبہ کر لی اور خدا سے استغفار کر لیا تو اس کا دل صیقل (صاف) ہو جاتا ہے ۔ اور گناہ کا سیاہ دھبہ مٹ جاتا ہے ۔ وان زاد اور اگر تو توبہ و استغفار نہ کرے بلکہ گناہ کو اور بڑھا دے تو زادت یہ سیاہی بھی بڑھ جاتی ہے حتی تعلو قلبہ یہاں تک کہ وہ سیاہی پورے دل گھیر لیتی ہے ۔ گویا سارے کا سارا دل زنگ آلود ہو جاتا ہے ۔ ارشاد فرمایا ۔ فذالکم الران اسی کا نام "ران" ہے ۔ الذی ذکر اللہ تعالیٰ جس کو قرآن میں اللہ تعالے نے ذکر فرمایا ہے کہ کَلَّا بَلْ رَانَ عَلٰی قُلُوْبِھِمْ مَا کَانُوْا یَکْسِبُوْنَ ۔ یعنی ان کے دلوں پر ان کے بُرے کاموں کے باعث زنگ چڑھ گیا ۔ ان کے قلوب انہی کی کرتوتوں کی وجہ سے سیاہ پڑ گئے ۔

قرآن کریم میں اس آیت (کَلَّا بَلْ رَانَ .. الخ) سے پہلے خدا تعالےٰ نے کفار کا ذکر کیا ہے کہ یہ لوگ یوم جزاء کا انکار کرتے ہیں اور اِذَا تُتْلٰی عَلَیْھِمْ اٰیٰتُنَا ۔ جب ان پر ہماری آیتیں تلاوت کی جاتی ہیں ۔ تو کہتے ہیں ۔ اَسَاطِیْرُ الْاَوَّلِیْنَ یہ تو پہلے لوگوں کے قصّے ہیں ۔ اب اس آیت کَلَّا بَلْ رَانَ ... الخ میں اس طرف اشارہ کیا کہ یہ جو یوم جزاء کا انکار کرتے ہیں یا قرآن حکیم کو اساطیر الاولین "پہلے لوگوں کی کہانیاں" کہہ کر جھٹلاتے ہیں ۔ اور خود کو نارِ جہنم کا مستحق بناتے ہیں ۔ یہ اس لئے نہیں کہ ان کی سرشت و فطرت ایسی ہے ۔ نہیں ۔ بلکہ ان کے اختیاری اعمال سے ان کی یہ حالت ہو گئی ۔ ارشاد ہے ۔ رَانَ عَلٰی قُلُوْبِھِمْ مَا کَانُوْا یَکْسِبُوْنَ ان منکرین و مکذبین کی بُری حرکتوں اور بداعمالیوں کے باعث ان کے قلوب پر تاریکی چھا گئی ۔ مسلسل معاصی کے ارتکاب اور سرکشی کے باعث ان کے قلوب میں حق بات قبول کرنے ، یوم جزا سے ڈرنے یا خدا کی آیات اور اساطیر الاولین میں فرق کرنے کی صلاحیت ہی نہیں رہی ۔ گناہوں کی کثرت سے ان کے دلوں پر ظلمت چھا گئی ۔ اپنی ہی کرتوتوں کے سبب ہوش و حواس کھو بیٹھے ہیں ۔ گویا انہی دوسرے گناہوں کی عادت نے تکذیب و انکار ایسے عظیم اور ہلاکت آمیز گناہ تک پہنچایا ۔

تو اس حدیث شریف میں یہ بتلایا گیا ہے کہ اگر کسی شخص نے گناہ کرنے کے بعد توبہ نہ کی اور برابر گناہ کرتا رہا ۔ تو رفتہ رفتہ نوبت یہاں تک پہنچ جائے گی کہ اس کا سارا دل سیاہ ہو جائے گا ۔ وہ قبول حق کی جملہ صلاحیتوں سے ہاتھ دھو بیٹھے گا ۔ مسلسل چھوٹے گناہ کرنے سے اس کے اندر گناہ کی قوت بڑھ جائے گی اور پھر بڑے سے بڑے گناہ کے کرنے سے بھی اجتناب نہیں کرے گا ۔

گناہوں کی عادت انسان کو بُری طرح ہلاکت میں ڈال دیتی ہے ۔ اور یہ عادت دو طرح سے پڑتی ہے ۔ ایک تو یہ آدمی کسی گناہ کو زیادہ خطرناک خیال نہ کرے بلکہ معمولی سمجھ کر کرتا ہے حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ گناہ صغیرہ ہو یا کبیرہ خطرے سے خالی نہیں ہوتا ۔ حدیث شریف میں ہے کہ جناب رسالتمآب (صلی اللہ علیہ وسلم) نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا کہ ایاک و محقرات الذنوب ۔ یعنی چھوٹے چھوٹے گناہوں سے بھی بچتے رہا کرو ۔ کیونکہ خدا تعالےٰ کے ہاں چھوٹے گناہوں پر بھی مواخذہ ہو سکتا ہے ۔ اور چھوٹے چھوٹے گناہوں کا ہمیشہ کرنا آدمی کو بڑے گناہوں پر جرأت دلاتا ہے ۔ اس میں بتدریج گناہ کی قوت بڑھتی رہتی ہے ۔ آخرکار یہ آدمی کبائر کا ارتکاب بھی کرنے لگ جاتا ہے ۔ ویسے بھی یہ قاعدہ کلیہ ہے کہ صغیرہ گناہوں پر ہمیشگی اس کو کبیرہ میں تبدیل کر دیتی ہے ۔ ہاں اگر گناہ کرنے کے بعد پشیمان اور نادم ہو کر توبہ و استغفار کرے پھر عادت پڑنے کا خطرہ نہیں رہتا ۔

دوسری وجہ (گناہوں کے عادی ہو جانے کی) یہ ہے کہ آدمی سرے سے گناہ کو گناہ ہی نہ سمجھے اور یہ بہت ہی خطرناک صورت ہے ۔

ظاہر ہے کہ جب وہ گناہ کو گناہ ہی نہیں سمجھے گا تو کبھی بھی اس پر پشیمان نہیں ہوگا اور توبہ و استغفار بھی نہیں کرے گا ۔

آج کل یہ مرض عام ہے ۔ کوشش کی جاتی ہے کہ گناہ کے کام کو کسی طرح جائز بنایا جائے ۔ کہا جاتا ہے کہ سود اتنا حرام اور اتنا حلال ہے شراب فلاں حد تک حلال اور فلاں حد تک حرام ہے ۔ گویا حرام کو کسی نہ کسی طرح حلال قرار دینے کی ناروا کوششیں کی جاتی ہیں (العیاذ باللہ)

حالانکہ دین مکمل ہو چکا ہے جو چیز جائز ہے وہ ناجائز نہیں بن سکتی اور جو کام ناجائز ہے وہ جائز نہیں ہو سکتا ۔ جو کام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں جائز تھے وہ قیامت تک جائز رہیں گے اور جن کاموں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ممنوع قرار دیا وہ قیامت تک ناجائز اور ممنوع رہیں گے ـــــ ارشاد ہے ۔ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ۔ آج کے

روز میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا۔ اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی۔ اب اس میں تصرف و تغیر اور ترمیم کی ذرہ برابر گنجائش نہیں ہے۔ ورضیت لکم الاسلام دینا۔ اور میں نے تمہارے لئے اسلام کو بطور دین کے پسند کیا۔

آج بہت سی چیزوں کو جن کو شریعت نے حرام قرار دیا ہے جائز بتایا جاتا ہے۔ زمانہ و حالات کے تقاضا کی آڑ لے کر ناجائز کو جائز بتایا جا رہا ہے۔ اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ دین مکمل نہیں۔ اس میں ہر زمانہ میں تغیر و تبدل اور کمی بیشی ہوتی رہے گی — (العیاذ باللہ) حالانکہ دین اسلام کی تکمیل ہو چکی ہے۔ اکمال دین و اتمام نعمت کے بعد نہ نئی شریعت کی ضرورت ہے اور نہ ہی نئے نبی کی حاجت۔ اب کسی کو یہ حق حاصل نہیں کہ خدا کے آخری نبی کی حرام کردہ چیزوں کو حلال اور ان کی ممنوع فرمودہ اشیاء کو جائز قرار دے۔ اللہ تعالے ہمیں اسی دین کامل پر زندگی اور موت نصیب فرمائے۔ گناہوں پر جمے رہنے کی بیماری سے ہمیشہ ہمیشہ پناہ میں رکھے۔ توبہ و استغفار کی توفیق ارزانی فرمائے۔ اور آخرت میں آقائے نامدار (صلی اللہ علیہ وسلم) کا ساتھ نصیب فرمائے آمین

## تعارف وتبصرہ

نام کتاب: قبولیت دعا اور اس کے طریقے۔
تصنیف: مولانا محمد ادریس صاحب انصاری۔
سائز: $\frac{20 \times 30}{16}$ صفحات ۱۱۲۔ کتابت طباعت آفسٹ کاغذ آرٹ پیپر سرورق نہایت خوبصورت۔
ہدیہ: ۲/۵۰ روپے علاوہ ڈاک خرچ۔
ناشر: ادارہ تبلیغ الاسلام صادق آباد۔

مولانا محمد ادریس صاحب کی ذات گرامی علمی اور تبلیغی دنیا میں محتاج تعارف نہیں۔ آپ قریباً ایک درجن کتابوں کے مصنف ہیں اور بڑے جید عالم دین ہیں۔ اس کتاب میں آپ نے قبولیت دعا اور اس کے طریقوں کی وضاحت کے سلسلہ میں چند آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ کو اختصار کے ساتھ لکھ کر ایک بہت بڑی دینی خدمت انجام دی ہے۔ آخر میں دعا بوسیلہ اولیاء منظوم بھی کتاب ہذا میں شامل ہے۔ صفحہ نمبر ۴ پر لکھتے ہیں "دعا ایک حیثیت میں حصول مقصد کا ذریعہ ہے اور دوسری حیثیت میں بذات خود عبادت بھی ہے۔ یعنی جتنا وقت دعا میں صرف ہوگا آخرت میں اس کی وہی حیثیت ہوگی جو اتنی دیر کسی دوسری عبادت میں وقت گذارنے کی ہوتی ہے اس لئے دعا سے اگر بظاہر کامیابی نظر نہ آئے تو دل گیر نہ ہو کہ میرا وقت ضائع ہو گیا بلکہ دعا بھی بندہ کی دیگر طاعات کی طرح "نیکیوں" میں شمار ہوگی"۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ اگر انسان اللہ تعالیٰ سے عجز و انکساری کے ساتھ دعا مانگے تو ضرور اللہ تعالیٰ قبول فرماتا ہے اس طرح دیگر عبادات کو بھی انسان اگر نہایت خشوع و خضوع کے ساتھ ادا کرے گا تو ضرور بارگاہ کبریا میں اس کی عبادت مقبول ہوگی "قبولیت دعا اور اس کے طریقے" ایک ایسی کتاب ہے جس میں ہر روحانی و جسمانی مرض کا علاج قرآن حکیم اور احادیث نبویؐ کی روشنی میں موجود ہے۔ لہٰذا ہر مسلمان گھرانے میں اس کتاب کا ہونا لازمی ہے

## اپیل

ایک غریب اور ناتوان باپ اپنی لڑکی کی شادی کرنا چاہتا ہے جس کی نسبت طے ہے لیکن مالی حالت کمزور رہنے کی وجہ سے ابھی تک معمولی جہیز کا بھی بندوبست نہیں ہو سکا۔ لہٰذا اہل خیر حضرات سے مالی امداد کی اپیل ہے تاکہ لڑکی کے لئے معمولی جہیز کا اہتمام کیا جا سکے (محمد حسین معرفت دارالسلام لائبریری باغ جناح لاہور)

## بقیہ: بچوں کا صفحہ

دلوا دی جاتی ہیں۔

آپؐ نے فرمایا یتیم کا مال کھانے والے اس حالت میں قبروں سے اٹھائے جائیں گے کہ منہ سے آگ کے شعلے نکلتے ہوں گے۔

### ۷- پڑوسی کا حق ادا نہ کرنا۔

اسلام کی رو سے پڑوسی پر لازم ہے کہ وہ پڑوسی کی مدد کرے۔ اس کی مصیبت میں کام آئے۔ اگر تم پڑوسی کی مدد کرتے ہو تو تمہارے پڑوسی پر بھی یہ لازم کر دیا جاتا ہے کہ وہ تمہارے کام آئے۔ بظاہر اگر تم پڑوسی کی مدد کرتے ہو تو گویا اپنی مدد کرتے ہو۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ قسم کھا کر فرمایا۔ جس کی تکلیف دہی سے اس کا پڑوسی محفوظ نہیں ہے وہ مومن نہیں۔ ایک اور موقع پر فرمایا وہ جنت میں داخل نہ ہوگا۔

آپؐ نے فرمایا جس نے ہمسایہ کو تکلیف دی اس نے مجھے ستایا اور جس نے مجھے ستایا اس نے خدا کو ستایا۔

## سالانہ جلسہ

مدرسہ احیاء الاسلام دھینگڑوں آزاد کشمیر کا چوتھا سالانہ جلسہ ۲۹، ۳۰ر جون بروز ہفتہ۔ اتوار ہوگا۔ جس میں حضرت مولانا عبداللطیف صاحب جہلمی مولانا عبدالعزیز صاحب تھوراڑوی صدر جمعیت العلماء اسلام آزاد کشمیر اور مولانا محمد یوسف صاحب پلندری عوام سے خطاب فرمائیں گے۔

## داخلہ

دارالعلوم المدنیہ رجسٹرڈ چنیوٹ کا نیا تعلیمی سال یکم جولائی ۶۸ء سے شروع ہو رہا ہے۔ مدرسہ ہذا میں درس نظامی کے علاوہ سیکنڈری بورڈ لاہور کے تحت ہونے والے عربی امتحانات ادیب عربی، عالم عربی، فاضل عربی اور میٹرک تک انگریزی کی تیاری کرائی جاتی ہے۔ مدرسہ میں بیرونی طلبہ کے قیام و طعام کا مفت انتظام ہے۔ خواہشمند طلبہ کے لئے زریں موقعہ ہے۔

نوٹ: مدرسہ اہل خیر کے ہر تعاون کا مستحق ہے۔ مدرسہ کو دی جانے والی رقوم انکم ٹیکس سے مستثنیٰ ہونگی۔ ترسیل زر کا پتہ۔
محمد عبدالوارث ناظم دارالعلوم المدنیہ رجسٹرڈ شاہی مسجد چنیوٹ (جھنگ)

بچوں کا صفحہ

# اعمالِ سیّہ

## (بُرے اعمال)

محمد سلیم ضیاء، لاہور

ذیل میں چند بد اعمالیوں کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم اور تم سب کو اس سے بچنے کی توفیق عنایت فرمائے۔ بیشک وہی توفیق دینے والا ہے۔ آمین!

**۱- غصہ اور حسد** یہ وہ برائی ہے کہ بہت سی بدکاریوں کی جڑ ہے۔ اگر کسی انسان کو بے موقع غصہ آتا ہو تو وہ سمجھ لے کہ اس پر شیطان سوار ہے۔ حسد اور کینہ بھی ایسی ہی بُری بیماری ہے۔

غصہ کو پی جانا باعث ثواب ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا غصے کا تعلق شیطان سے ہے اور شیطان آگ سے پیدا کیا گیا ہے۔ آگ کو پانی ہی ٹھنڈا کر سکتا ہے۔ سو جب تم کو غصہ آئے تو نہایا کرو۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پہلوان وہ نہیں ہے جو زیادہ بوجھ اٹھائے یا دوسروں کو پچھاڑتا پھرے۔ بلکہ اصلی پہلوان تو وہ ہے۔ جو کسی قسم کی نافرمانی کئے بغیر غصے کو ضبط کرے۔ جو شخص اپنا غصہ روک لیتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر اپنا عذاب نہیں آنے دیتا۔

**۲- کبر و غرور** مسلمان کو اپنی بلند سے بلند خوبی بھی دیکھ کر مغرور و متکبر نہیں ہونا چاہیے۔ کبر اور غرور سے اس کی نیکی کی اہمیت کم ہوتی جائے گی۔ اور بندہ خدا سے بے نیاز ہوتا جائے گا۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ وہ شخص جنت میں نہیں جا سکتا جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی کبر و غرور ہے۔ آپؐ نے فرمایا جو شخص غرور و تکبر کی وجہ سے اتراتا ہوا چلتا ہے وہ قیامت کے روز خدا تعالیٰ سے ایسی حالت میں ملاقات کرے گا۔ کہ اللہ تعالیٰ اس پر سخت غضب ناک ہو گا۔

**۳- وعدہ خلافی اور بدزبانی** وعدہ خلافی سے انسان کا اعتبار اٹھ جاتا ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ مشکل کٹھن وقت میں بے یار و مددگار ہوتا ہے اور اس کا ساتھ دینے والا کوئی نہیں ہوتا۔

مسلمان بچو! اگر تم کسی بھی سخت موقع کے لئے مددگار کی ضرورت محسوس کرتے ہو تو ابھی سے یہ عادت ڈالو۔ وہی کہو جو کر سکتے ہو۔ کہنا اور نہ کرنا مذموم حرکت ہے۔ جس سے بچنا لازمی اور ضروری ہے۔ بد زبانی بھی بجائے خود ایک ناپسندیدہ عمل ہے۔ اس سے بچنے کا آج ہی عہد کر لو۔ تم قوم کے بہترین فرد بن سکو گے۔

رسولؐ خدا نے فرمایا جو شخص کسی سے عہد کرنے کے بعد بے وجہ بے وفائی کرے گا۔ قیامت میں اسے غدار اور بد عہد مشہور کر دیا جائے گا۔ آپؐ نے فرمایا منافق وہ ہے جو وعدہ کر کے اس کے خلاف کرے۔ بد زبانی ظلم ہے اور ہر ظالم کی جگہ جہنم ہے۔

**۴- بخل** بُخل اور کنجوسی سے کام لے کر انسان اپنے آپ کو کچھ بھی فائدہ نہیں پہنچا سکتا۔ تم کو خدا نے جو کچھ دیا ہے۔ وہ اور بھی دے سکتا ہے۔ مال جمع کر کے رکھنا آخر کس کام آ سکتا ہے۔ اللہ کی دی ہوئی نعمتوں سے کام لینا اور خدا کا شکر ادا کرنا نعمت میں اضافہ کا باعث ہے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بخیل جنت سے دور مگر جہنم سے قریب ہو گا۔ اللہ نے اپنے اوپر یہ بات واجب کر لی کہ وہ سخی کو جنت میں اور بخیل کو جہنم میں بھیجے۔ آپؐ نے فرمایا جو شخص خدا کا واسطہ دینے کے بعد باوجود استطاعت کے مانگنے والے کو کچھ نہیں دیتا وہ ملعون ہے۔

**۵- حرام کمائی اور خرید و فروخت میں دھوکا**

عزیز بچو! حرام کمانے سے انسان سست اور لالچی بنتا ہے۔ حرام کمانے والا بے رحم اور غریبوں پر ظلم کرنے والا ہوتا ہے۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ واللہ حرام لقمہ اپنے پیٹ میں ڈالنے سے چالیس روزہ نیک عمل قبول نہیں کیا جاتا۔ مزید فرمایا جو شخص حرام کھا کر موٹا ہو گیا ہو اس کا بدلہ سوائے دوزخ کے اور کچھ نہیں۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ حرام مال سے کمایا ہوا لقمہ منہ میں ڈالنے سے یہ بہتر ہے کہ ایسے شخص کے منہ کو خاک سے بھر دیا جائے۔ آپؐ نے فرمایا۔ کم تولنے اور کم ناپنے سے قحط پڑ جاتا ہے۔ آپؐ نے فرمایا۔ عیب دار چیز کو بلا عیب ظاہر کئے بیچنے والا ہمیشہ خدا کے غضب میں رہتا ہے۔ اور اس پر فرشتے لعنت بھیجتے ہیں۔

آپؐ نے فرمایا بیچنے اور دینے والے جب تک دونوں سچائی پر ہوتے ہیں برکت ہوتی ہے۔ جب ان دونوں میں سے کوئی ایک جھوٹ بول دیتا ہے وہ برکت مٹ جاتی ہے۔ اگرچہ مال اس کا بک جاتا ہے۔

ایک موقع پر ایک صحابی نے کسی دیہاتی سے کہا۔ تو اپنی بکری تین درہم میں بیچتا ہے۔ اس نے کہا۔ خدا کی قسم تین درہم میں فروخت نہیں کروں گا۔ تھوڑی دیر کے بعد تین ہی درہم کو فروخت کر دی۔ جب آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا گیا تو آپؐ نے فرمایا اس نے اپنے اعتقاد کو دنیا کے عوض فروخت کر دیا۔

**۶- قرض نہ دینا اور یتیم کا مال کھانا۔**

ایک مسلمان اگر اپنے بھائی کی مدد کرتا ہے اور اسے قرض دے دیتا ہے تو اس کا بدلہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ اسے اپنے اس حق سے محروم کیا جائے۔ قرض لے کر نہ ادا کرنا گویا نیکی کا بدلہ برائی سے دینا ہے۔ جو ایک بڑی حرکت ہے۔ یتیم کی پرورش اپنے مال سے کی جائے نہ یہ کہ اس کا مال کھایا جائے اور جو شخص قرض لیتا ہے۔ لیکن دینے کا خیال نہیں رکھتا۔ تو قیامت میں اس کی نیکیاں اس کے قرض خواہ

(باقی صفحہ ۱۸ پر)

رجسٹرڈ ایل نمبر ۶۰۴۷

The Weekly "KHUDDAMUDDIN"
LAHORE (PAKISTAN)

ٹیلیفون ۶۷۵۴۵
چیف ایڈیٹر عبید اللہ انور

منظور شدہ محکمۂ تعلیم: (۱) لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری G/۱۶۳۲۱ مورخہ ۳ مئی ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C ۲۳۶-۸۱-۴۸۲ مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۵۶ء
(۳) کوئٹہ ریجن بذریعہ چٹھی نمبری DD۹-۲-۶۷/۸/۳۹ مورخہ ۲۴ اگست ۱۹۶۴ء (۴) راولپنڈی ریجن بذریعہ میمو نمبر GM۲/۴۰-۱۵۳۱۰ مورخہ ۱۳ مارچ ۱۹۶۷ء











فیروز سنز لمیٹڈ لاہور میں باہتمام عبید اللہ انور پبلشر چھپا اور دفتر خدام الدین شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع ہوا